Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالک غیر
۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۱۱	۱۲ ر وفا ۱۳۴۱ھش ۹ ر صفر ۱۳۸۲ھ ۱۲ ر جولائی ۱۹۶۲ء	نمبر ۲۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۷ رجولائی۔ بوقت ۸ ۱/۲ بجے صبح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل دن بھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو بے چینی کی تکلیف رہی رات
نیند آ گئی اس وقت طبیعت اچھی ہے

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۷ رجولائی۔ آج صبح پونے پانچ بجے کے قریب یہاں زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے جو خاصے شدید تھے۔

قادیان ۱۰ رجولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۶/۷ جولائی کی درمیانی شب سفر حیدرآباد سے بفضلہ تعالیٰ بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ آپ کے اہل و عیال بھی قادیان میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

الجزائر ـــــ ایک نو آزاد ملک

●ــــ ایک سو بتیس سالہ فرانسیسی تسلط اور غلبہ کے بعد مورخہ ۳ رجولائی کو باشندگانِ الجزائر نے آزادی کی نعمت کو حاصل کر لیا۔ جبکہ آزادی کا اعلان فرانس کے صدر ڈیگال نے اُس روز اپنے کابینہ کے ایک اجلاس کے بعد ساڑھے نو بجے کیا۔ اس اعلان کے بعد مسلم اکثریت کی آبادی اور براعظم افریقہ کے ایک بڑے ملک الجزائر میں فرانس کے ہائی کمشنر کرسچین فوشے نے الجزائر کا اقتدار عبدالرحمان فارس کے سپرد کر دیا۔ گذشتہ اتوار کو الجزائر میں استصواب ہوا تھا۔ جس میں ننانوے فیصد سے ووٹروں نے آزادی کے حق میں ووٹ دیئے تھے اس روز پورے ملک میں عام تعطیل تھی عوام نے آزادی کی خوشی میں جشن منائے اور الجزائر کا سبز اور سفید پرچم ملک بھر میں لہرا رہا ہے۔ پنڈت نہرو کے قول کے مطابق اگر آزادی کی کوئی قیمت ہے تو وہ الجزائری عوام نے ادا کی۔ جبکہ اپنے سات سالہ جدوجہد آزادی میں حکومت فرانس کے محتاط اندازے کے مطابق تقریباً تین لاکھ ۵۰ ہزار الجزائری قوم پرست فوجی اور بیس ہزار الجزائری قوم پرست کام آئے۔ جبکہ الجزائری قوم پرستوں کا دعویٰ ہے کہ اس جہاد آزادی میں دس لاکھ نے جام شہادت نوش کیا۔ خفیہ فوجی تنظیم کی دہشت انگیزی کے نتیجہ میں کئی ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ جنگ آزادی کے دوران فرانسیسی فوج نے ۲۰ لاکھ مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے اُجاڑ کر نظری کے کیمپوں میں مقید رکھا۔ تقریباً آٹھ دس لاکھ لوگوں کو ملک چھوڑ کر تیونس مراکش اور فرانس میں پناہ لینی پڑی۔ ایک کروڑ سے بھی کم مسلم آبادی والے ملک کے لئے اتنی عظیم قربانیاں حیرت انگیز ہی نہیں بلکہ بے مثال ہیں۔ دنیا کے کسی بھی ملک نے آزادی کی وہ قیمت ادا نہیں کی ہے جو کہ الجزائری عوام نے کی۔ اور یقیناً کسی بھی ملک کی جدوجہد آزادی اتنی طویل اور صبر آزما نہیں رہی ہے۔

آزادی کا اعلان ہو جانے کے بعد متعدد ملکوں کے سربراہوں نے مبارکباد کے پیغامات بھیجے۔

قارئین کی دلچسپی کے لئے اس نو آزاد ملک کے چند ضروری کوائف پیش کئے جاتے ہیں:-

رقبہ الجزائر پندرہ صوبوں پر مشتمل ہے۔ اس کا رقبہ ۱۸۰۰ ۲۱ مربع کیلومیٹر (۹ ۱/۲ لاکھ مربع میل) ہے اس طرح اس کا رقبہ ہندوستان اور پاکستان کے مجموعی رقبہ کے برابر ہے۔ اس کا رقبہ فرانس سے چار گنا اور امریکہ کا ایک تہائی ہے۔

آبادی آبادی ایک کروڑ ہے اس میں ۹۰ فیصدی مسلمان اور دس فی صد یورپی ہیں۔ یہودی بھی ڈیڑھ لاکھ ہیں اور سماجی لحاظ سے یورپی آبادی کا ایک حصہ سمجھے جاتے ہیں۔

بڑے شہر الجزیرہ ملک کا دار الحکومت ہے۔ اس کی آبادی آٹھ لاکھ ہے۔ اس کے بعد اوران ہے قسطنطنیہ بون۔ سدی۔ بل عباس مُستغنیم بیتف اور بلیدہ وغیرہ دوسرے بڑے شہر ہیں۔

تعلیم الجزیرہ یونیورسٹی میں تقریباً ۷ ہزار طالب علم ہیں جن میں کثرت یورپی باشندوں کی ہے۔ ثانوی تعلیم کے ۷۴ مراکز ہیں۔ اور ۵۳۰۱۶ طالب علم ہیں۔ ۱۹۴۹ء میں فرانسیسی اور مسلم سکولوں کو ایک دوسرے میں ضم کر دیا گیا۔ فی الحال ۱۶۶۰ پرائمری سکول ہیں۔ اور ۰۰۰ ۳۴۴ ۷ طالب علم زیر تعلیم ہیں اس کے علاوہ ۱۲ ہزار طالب علم ٹیکنیکل سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اخبارات الجزائر سے آٹھ روزنامے شائع ہوتے ہیں۔ ان میں سے سات روزنامے صرف فرانسیسی زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ مسلم قوم پرستوں کا ترجمان "المجاہد" بھی اب الجزیرہ سے عربی اور فرانسیسی دونوں زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔

پیداوار ساحلی علاقہ زرخیز ہے۔ اور اس میں سائنسی طریقہ سے کھیتی ہوتی ہے۔ بیشتر زمینوں پر یورپینوں کا قبضہ ہے انگور کے باغ بہت بڑے علاقہ میں ہیں اور ملک کی خاص برآمد شراب ان سے تیار کی جاتی ہے۔ یہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ ان پر بھی یورپینوں کا قبضہ ہے۔ گیہوں، جَو، جئی، تمباکو وغیرہ خاص فصلیں ہیں۔ زیتون کشمش اور کھجور وغیرہ خاص پھل ہیں۔

معدنیات الجزائر معدنی لحاظ سے شمالی افریقہ کا سب سے زیادہ زرخیز ملک ہے۔ تیل، گیس، لوہا جست شیشہ، پارہ، تانبہ، اینٹی مینی، سنگ مرمر وغیرہ کے ذخائر کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ حاسی المسعود میں ایک کھرب ٹن تیل اور حد جلبہ میں ۳۵ ہزار کھرب مکعب فٹ گیس موجود ہے۔ تندوف نامی مقام پر تین کھرب ٹن لوہا پایا جاتا ہے۔ فاسفیٹ اور مینگنیز کے ذخائر بھی کافی ہیں۔

الجزائر کا مستقبل

ترقی کرنے کے لئے انسانی و مادی ذرائع بڑی حد تک موجود ہیں۔ اسے دونوں لحاظ سے براعظم افریقہ کا سب سے خوش قسمت ملک کہا جا سکتا ہے۔ اگر یہ ملک انتشار کا شکار نہ ہوا تو انشاء اللہ دنیائے اسلام اور براعظم افریقہ کا خوشحال ترین ملک ہوگا۔ فرانس اس وقت الجزائر کی ترقی پر ۴۰ کروڑ ڈالر (دو ارب روپے) سالانہ صرف کر رہا ہے، اسے امید ہے آزادی کے بعد یہ امداد بڑھا کر ۷۰ کروڑ ڈالر کر دے گا۔ آزاد الجزائر یورپی مشترکہ منڈی کا ایک اہم ذیلی رکن ہوگا۔ اور اسے منڈی میں خصوصی رعایتیں حاصل ہوں گی۔ حاسی المسعود کے تیل کے ذخیرہ اور حد جلبہ کے گیس کے ذخیرہ سے فائدہ اُٹھانے کا کام ۱۹۵۸ء میں شروع ہو چکا ہے گیس اور تیل کی پائپ لائنیں ملک کے مختلف حصوں خصوصاً بڑے شہروں تک پہنچائی جا رہی ہیں۔ آزادی کے بعد یہ رفتار نسبت زیادہ تیز ہو جائے گی۔

الجزائر کی آئندہ پالیسی

اگرچہ آزاد الجزائر اقتصادی لحاظ سے فرانس سے وابستہ ہوگا۔ لیکن سیاسی میدان میں وہ غیر جانبدار ہوگا۔ مسلم ممالک سے قریبی تعلقات قائم رکھے گا کیونکہ یہ مسلم ممالک عراق، سعودی عرب، مصر، تیونس و مراکش وغیرہ ہی تھے جنہوں نے اس کی ہر طرح امداد کی۔ (ماخوذ)

محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے لئے تحریک دعا

(از محترم جناب صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ربوہ):-

ان دنوں محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور خارجہ بیمار ہیں اور لاہور میں زیر علاج ہیں۔ آپ سلسلہ کے پرانے خادموں میں سے ہیں۔ صحت کی خرابی کے باوجود سلسلہ کی دیگر خدمات کے علاوہ صحیح بخاری کے ۱۹ پاروں کا ترجمہ کر چکے ہیں۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ اخلاص کے ساتھ سلسلہ کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ جوں جوں زمانہ گذرتا جا رہا ہے ایسے وجود کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لئے میں احباب کی خدمت میں پُر زور درخواست کرتا ہوں کہ محترم شاہ صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

خاکسار مرزا ناصر احمد ۶۲-۷-۵

مکرم صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے سالار آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

حیدرآباد (دکن) میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی مصروفیات

(از مکرم رشید احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد۔دکن)

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ بتاریخ یکم جون ۱۹۶۲ء کو حیدرآباد تشریف لائے۔ آپ کے دوران قیام میں جماعتی رنگ میں آپ کے زیر صدارت جو پروگرام تکمیل پاتے رہے اس کی مختصر رپورٹ ذیل میں پیش ہے۔

جلسۂ عام

بتاریخ ۱۰ر جون ۱۹۶۲ء ایک پبلک جلسہ بمقام احمدیہ جوبلی ہال منعقد کیا گیا اس جلسہ کی پبلسٹی بڑے بڑے جاذب نظر پوسٹروں کے ذریعہ کی گئی تھی۔ جلسہ ٹھیک ۷ بجے مولوی حکیم محمد دین صاحب مبلغ ششوگہ کی تلاوت اور مکرم محمد معارف الدین صاحب کی نظم کے ساتھ شروع ہوا۔ تعارفی تقریر مکرم مولوی مبارک علی صاحب مبلغ سلسلہ نے فرمائی۔ تعارفی تقریر کے بعد مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈوکیٹ نے "آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں کی مصداق جماعت احمدیہ" کے عنوان پر ایک دلچسپ تقریر فرمائی۔ تیسری تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس نے کی۔ آپ نے "آج دنیا کو امن کس طرح حاصل ہو سکتا ہے" کے عنوان پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ مولوی صاحب کے بعد مکرم کریم اللہ صاحب آزاد نوجوان مدراس نے انگریزی زبان میں "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود اور اس کی برکات زمانہ حاضرہ پر" کے عنوان پر ایک مؤثر تقریر فرمائی۔

آخر میں صدر صاحب محترم حضرت میاں صاحب نے تقریر فرمائی۔ آپ نے نہایت دلچسپ انداز میں دنیائے اسلام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احسانات کا ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ مسلمانوں نے اس کے بدلہ میں آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا کہ خدا کی تقدیر یہ ہے کہ اسلام خدا کا ہے اور محمد خدا کے سب سے مقرب رسول ہیں۔ پس خدا کا فیصلہ یہ ہے کہ اسلام غالب ہو کر رہے گا۔ اور محمد رسول اللہ صلعم کا جھنڈا سب سے اونچا لہرائے گا۔ اور یہ جھنڈا اس شخص کو دیا گیا ہے جو قادیان سے کھڑا ہوا تھا۔ اب فتح کا ڈنکا بجنے والا ہے۔ دنیا مجبور ہوگی کہ اسلام کی طرف آئے اور محمد رسول اللہ صلعم کو مانے۔ محترم میاں صاحب کی تقریر کے بعد مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد نے تمام حاضرین معززین اور صدر محترم کا شکریہ ادا کیا۔ اور حاضرین سے اپیل کی کہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ فرمائیں۔ اور دیکھیں کہ ہمارے عقائد اسلامی ہیں یا نہیں۔ صدر جلسہ نے دعا فرمائی۔ اور جلسہ برخواست ہوا۔

خدّام کا اجتماع

۱۳ر جون ۱۹۶۲ء کو مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ بمقام قدروائی ۵ پچھ ایک شاندار پکنک منائی۔ تقریباً ایک سو احباب بشمول انصار و اطفال صبح دس بجے جوبلی ہال سے ایک بس اور چار موٹروں میں روانہ ہوئے۔ حضرت میاں صاحب کے ساتھ چند خدام و انصار گورنمنٹ ڈیری فارم پہنچے۔ جو قدروائی کالج کے قریب ہی واقع ہے۔ وہاں کے متعلقہ عملہ نے بہت ہی شوق سے تمام مشینری اور اس کے کام وغیرہ کا معائنہ کروایا۔ وہاں کے جانوروں یعنی بھینسوں اور گایوں کو (جو مختلف النسل اور بڑھیا قسم کی ہیں) حضرت میاں صاحب نے دیکھا۔ مصنوعی افزائش نسل کے ذریعہ سے گایوں کے بچے دکھائے جو مختلف النسل اور رنگ کے تھے۔ پھر عملہ نے نہایت محبت کے ساتھ آئس کریم اور ٹھنڈا دودھ وزیٹرس کو پیش کیا۔ پھر وہاں سے قریب ہی بھیڑ خانہ اور پولٹری فارم بھی میاں صاحب نے دیکھے اور فوٹوز بھی لیں۔ تقریباً ۱۲ بجے یہاں سے روانہ ہو کر قدروائی کالج پہنچے۔

یہاں گورنمنٹ نے مصنوعی جنگل اور آبشار وغیرہ بنائے ہیں۔ مقام پرفضا اور مناظر دلفریب ہیں۔ میاں صاحب نے انہیں گھوم کر دیکھا اور اس کے مختلف فوٹوز لئے۔ جب بنگلہ پر پہونچے گرمی کی شدت تھی۔ میاں صاحب کے ساتھ تقریباً سارے خدام اور تقریباً سارے اطفال (سوائے معدودے چند کے) اور کچھ انصار بھی پانی میں اُترے یا اتارے گئے اور ۳ بجے تک تقریباً پیراکی کے دلچسپ مقابلے وغیرہ ہوتے رہے۔

تین بجے کے بعد سب نے مل کر کھانا کھایا حضرت میاں صاحب کے ساتھ انصار اور معزز مہمانوں نے پہلے خدام اور اطفال کے دسترخوان پر سرد کیا۔ اور جب سب کھا چکے تو باقی خدام کے ساتھ خود کھانا تناول فرمایا۔ ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھی گئیں۔ بعدہٗ حضرت میاں صاحب کی زیر صدارت

ایک تقریری مقابلہ

ہوا۔ "حفاظت دین" کے عنوان پر جو پہلے سے دیا گیا تھا خدام نے تقاریر فرمائیں۔ پھر مکرم محمد صادق صاحب سیکرٹری تبلیغ نے فی البدیہہ ایک عنوان "مرد بہتر ہے یا عورت" پیش کیا جس پر موافقانہ اور مخالفانہ تقاریر ہوئیں۔ آخر میں حضرت میاں صاحب نے ایک نہایت ہی بلیغ تقریر فرمائی۔ اس میٹنگ کے بعد نماز مغرب اور عشاء ہوئی (تمام نمازیں میاں صاحب ہی نے پڑھائیں) اس مقام پر حیدرآباد اور سکندرآباد کے عہدہ داران جماعت کی ایک مشترکہ مجلس عاملہ ہوئی۔ جس میں ۱۶ر جون ۱۹۶۲ء کو ہونے والے ایٹ ہوم سے متعلق ضروری امور پر گفتگو ہوئی اور فیصلے ہوئے حضرت میاں صاحب نے اس کی صدارت فرمائی۔

اس کے بعد تقریباً ۱۰ بجے سارے احباب بحمد للہ جوبلی ہال واپس پہنچے۔

نماز جمعہ

بتاریخ ۱۵ر جون ۱۹۶۲ء حضرت میاں صاحب نے جمعہ پڑھایا۔ آپ نے عہدہ داران جماعت اور افراد جماعت کے فرائض کے بارے میں ایک روح پرور خطبہ دیا۔ آپ نے "سید القوم خادمہم" کی تشریح فرماتے ہوئے جماعت کو زرّیں نصائح سے نوازا۔

سکندرآباد میں ایٹ ہوم

اسی روز شام کو جماعت احمدیہ سکندرآباد کی جانب سے حضرت میاں صاحب کے اعزاز میں ایک ایٹ ہوم دیا گیا۔ جس میں سید محمد صاحب سیکرٹری مال نے ایک سپاسنامہ محترم میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ محترم میاں صاحب نے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب کی زندگی ہمارے لئے قابل تقلید ہے۔ سیٹھ صاحب کے افراد خاندان کو خصوصیت اور احباب جماعت کو عمومی حیثیت سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے جاری کردہ مشن کو کامیاب بنانے کے لئے ہمارا فرض ہے کہ ہر لحاظ سے ہم اپنے آپ کو جیسا کریں۔ آخر میں دعا پر محفل برخواست ہوئی۔ اس کے بعد تمام افراد کا فوٹو لیا گیا۔ اور پھر میاں صاحب کے ساتھ تمام حاضرین ایٹ ہوم میں شریک ہوئے اس تقریب میں جماعت احمدیہ حیدرآباد کے مجلس عاملہ کے عہدہ داران اور خان بہادر احمد اللہ دین مرحوم کے فرزندان بھی شریک تھے۔

منسٹر اوقاف و تعمیرات

۱۶ر جون ۱۹۶۲ء کو جماعت ہائے احمدیہ کی جانب سے مرکز کی منظوری کے بموجب ایک ایٹ ہوم دیا گیا۔ جس میں منسٹر اوقاف و تعمیرات نواب میر احمد علی خان صاحب خصوصی مہمان کی حیثیت سے مدعو تھے صاحب موصوف کے علاوہ شہر کے معززین ممبران اوقاف بورڈ۔ مقامی اخبارات کے ایڈیٹرس کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ جونہی آنریبل منسٹر کی کار جوبلی ہال پہونچی استقبالیہ کمیٹی کے ممبران نے بڑھ کر استقبال کیا سب سے پہلے سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت حیدرآباد و سکندرآباد نے آنریبل منسٹر صاحب اور حضرت میاں صاحب کو پھول پہنائے۔ اور منسٹر صاحب کی خدمت میں جماعت احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے ایک سپاسنامہ پیش کیا۔ آنریبل منسٹر صاحب نے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور جماعت کے کارناموں کو سراہتے ہوئے کہا کہ ملک کی خوشحالی میں جماعت احمدیہ بھی جس رنگ میں کام کرتی ہے قابل فخر ہے۔

آخر میں حضرت میاں صاحب نے آنریبل منسٹر اور تمام مدعوئین کا شکریہ ادا کیا۔ مختصر طور پر جماعت احمدیہ کی وجہ تسمیہ اور اس کے نصب العین پر روشنی ڈالی۔ دعا کے بعد محفل برخواست ہوئی۔ اس کے بعد کچھ دیر تک حضرت میاں صاحب سے گفتگو فرماتے رہے

لجنہ اماء اللہ کا جلسہ

بتاریخ ۱۷ر جون ۱۹۶۲ء لجنہ اماء اللہ حیدرآباد کے ایک کثیر اجتماع کو مخاطب فرمایا۔

نماز جمعہ

بتاریخ ۲۲ر جون ۱۹۶۲ء جماعت احمدیہ حیدرآباد کو بھی یہ سعادت حاصل ہوئی کہ حضرت میاں صاحب کے پیچھے نماز جمعہ ادا کریں۔ آپ نے اخلاق حسنہ پر ایک روح پرور اور پُر اثر خطبہ دیا۔ اور افراد جماعت کو توجہ دلائی کہ اپنے اخلاق کو حسین بنائیں۔ آنحضرت صلعم کے اخلاق میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کریں۔

(باقی صفحہ ۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

اقتباس از تفسیر کبیر

اللہ تعالیٰ نے انسان میں عظیم الشان طاقتیں رکھی ہیں اُس کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بنانے کی کوشش کرے

تم اپنی پیدائش کے مقصد پر غور کرو اور سوچو کہ کیا خدا نے دنیا کو بلا وجہ پیدا کیا ہے

سورت مؤمنون کی دو آیتوں کی لطیف تفسیر

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمایا:-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔

یعنی اے لوگو! کیا تم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم نے تم کو بغیر کسی غرض کے پیدا کیا ہے اور تم نے اپنی عمریں ضائع کرنی شروع کر دیں۔ اور یہ خیال کرتے رہے کہ تم لوٹ کر ہمارے پاس نہیں آؤ گے تاکہ اپنی زندگی کی روشن اور تاریک گھڑیوں کا ہمیں حساب دو حالانکہ اگر تمہارا خیال ٹھیک ہوتا تو خدا تعالیٰ کی توحید اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت ثابت نہ ہوتی۔ خدا تعالیٰ کی توحید اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت تبھی ثابت ہو سکتی ہے جبکہ دنیا ایک مقصد کے لئے پیدا کی گئی ہو۔ اور اگر کوئی شخص اُس مقصد کو پورا نہ کرے اور ہنسی کھیل میں اپنے دن گذار دے تو اُس سے جواب طلبی کی جائے۔

اس آیت میں بنی نوع انسان کو اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم

اپنی پیدائش کے مقصد پر غور کرو

اور سوچو کہ کیا ہم نے دنیا کو بلا وجہ پیدا کیا ہے یا کیا یہ ایک کھیل اور تماشہ ہے جو تمہیں دکھائی دے رہا ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جس طرح بچے کھلونے بناتے اور پھر اُسے توڑ پھوڑ دیتے ہیں اسی طرح ہم بھی کھیل کے طور پر تمہیں پیدا کرتے اور پھر ہلاک کر دیتے ہیں اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟ فرماتا ہے یہ بالکل احمقانہ خیال ہے اسے ہماری طرف منسوب کرنا بھی ہماری ہتک ہے۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تم نے بچہ بنا دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند ہے

وہ کامل الصفات

خدا ہے۔ اُس کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بچوں کی طرح کھیل رہا ہے اور دنیا کو پیدا کرتا اور اُسے تباہ کرتا رہتا ہے۔ نہ اُس کا کوئی مقصد ہے نہ مدعا۔ جیسے بچے ریت کے میدانوں میں جاتے ہیں تو اوپر کی خشک ریت ہٹا کر نیچے سے گیلی ریت نکال لیتے ہیں اور اس میں پاؤں یا ہاتھ رکھ کر اوپر سے تھپکتے جاتے ہیں اور اس طرح ریت کے مکان بنا لیتے ہیں۔ مگر گھر آتے وقت لات مار کر انہیں گرا دیتے ہیں فرماتا ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے بھی دنیا کو بچوں کے کھیل کی طرح پیدا کیا ہے۔ یعنی ہم انسان کو پیدا کرتے اور کچھ عرصہ کے بعد اُسے مار دیتے ہیں۔ گویا بچے کی کھیل تو گھنٹہ دو گھنٹے کی ہوتی ہے مگر خدا تعالیٰ کی کھیل چند سالوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تَعٰلَى اللّٰهُ۔ تم تو ایک عقلمند انسان کی طرف بھی ایسی بات منسوب نہیں کرتے۔ وہ اگر کھیلے بھی تو اس کے کھیلنے کا وقت کام کے وقت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہوتا اور پھر بڑی عمر کا آدمی جب کوئی مکان بناتا ہے تو اُسے توڑتا نہیں۔ سوائے اس کے کہ اُس میں کوئی نقص ہو یا اُس سے بہتر عمارت بنانے کا اُسے خیال ہو۔ مگر خدا تعالیٰ کے کام میں تو کوئی نقص بھی نہیں ہوتا پھر وہ جو تمام عقلوں کا پیدا کرنے والا اور تلونّ نہ رکھنے والا ہے اس کے متعلق تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ وہ کھیل رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے

کہ دنیا میں کئی ایسے فلسفی موجود ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ یہ دنیا خدا تعالیٰ کی ایک کھیل ہے۔ خدا تعالیٰ تنہائی سے گھبرایا تو اُس نے کہا آؤ کوئی مشغل جاری کریں اور اُس نے انسان کو پیدا کر دیا۔ کوئی انسان مرتا ہے تو وہ ہنستا ہے جس طرح بچہ کھلونے کو توڑ کر ہنس دیتا ہے۔ اُس کے ماں باپ اُس پر ناراض ہو رہے ہوتے ہیں اور وہ قہقہہ لگا رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی انسان مرتا ہے تو لوگ رو رہے ہوتے ہیں مگر خدا نعوذ باللہ ہنستا ہے کہ کیا خوب گلا گھونٹا گیا۔ اسی طرح جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں دردِ زہ کی شدت سے کراہ رہی ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ نعوذ باللہ ہنس رہا ہوتا ہے۔ پھر کئی لوگ ایسے ہیں جو گو منہ سے تو یہ نہ کہتے ہوں لیکن اُن کے اعمال کے پس پشت یہ خیال ضرور موجود ہوتا ہے وہ سوچتے ہیں کہ ہم دنیا میں کیوں آئے؟ اور پھر خیال کر لیتے ہیں کہ یونہی آ گئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی زندگیوں کا کوئی

روحانی مقصد

نہیں سمجھتے اُن پر اگر جرح کر کے دیکھو تو اُن کا یہی عقیدہ نکلے گا کہ خدا تعالیٰ نعوذ باللہ کھیل رہا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَعٰلَى اللّٰهُ۔ اللہ تعالیٰ بہت بلند شان والا ہے۔ اُس نے دنیا کو کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی چار صفات تھیں جنہوں نے دنیا کی پیدائش کا تقاضا کیا وہ صفات کے ظہور کے لئے ہی اُس نے دنیا کو پیدا کیا۔ وہ چار صفات کیا ہیں۔ اَلْمَلِكُ۔ اَلْحَقُّ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ اور رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ اُس کی ملکیت چاہتی تھی کہ وہ ظاہر ہو۔ اور وہ الحق ہے اُس کا حق ہونا چاہتا تھا کہ ظاہر ہو۔ اور وہ ظاہر ہو۔ اور وہ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ہے اُس کا رب العرش الکریم ہونا چاہتا تھا کہ وہ ظاہر ہو۔

یہ چار صفات

چونکہ اپنا ظہور چاہتی تھیں۔ اس لئے اُس نے دنیا کو پیدا کر دیا۔ ان چاروں صفات پر غور کر کے دیکھو تو حقیقت یہ وہی صفات ہیں جو سورت فاتحہ میں بیان کی گئی ہیں۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے۔ رحمٰن ہے رحیم ہے اور مالک یوم الدین ہے۔

گویا یہ چاروں صفات جو سورۂ فاتحہ میں بیان کی گئی ہیں وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ میں بیان کی ہیں۔ اور اس طرح بنی نوع انسان کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ہم نے دنیا کو کھیل کے طور پر نہیں بنایا بلکہ اس لئے بنایا ہے کہ ہم الملک ہیں ہم الحق ہیں۔ ہم لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ہیں۔ ہم رب العرش الکریم ہیں۔ یہ چار صفات ہیں جنہوں نے تقاضا کیا کہ ہم اپنے آپ کو ظاہر کریں۔ ہم نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔ چنانچہ اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ چاروں صفات تنزل طور پر ہر انسان کے اندر پائی جاتی ہیں اس کے اندر خدا تعالیٰ نے مالکؔ والی صفت بھی رکھی ہے جس کے نتیجہ میں وہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کا مظہر بنتا ہے اور اس صفت کا اتنا غلبہ ہے کہ دنیا میں ناقابل سے ناقابل انسان کو بھی مجازی طور پر

بادشاہ بننے کی خواہش

ہوتی ہے اور وہ اپنا شوروہ دینے کے لئے بیتاب رہتا ہے۔ پھر بادشاہت ایک نظام چاہتی ہے اور انسان بھی ملک ہو کر قانون بناتا اور مالک یوم الدین ہو کر قاضی بنتا اور لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرتا ہے پھر ملکیت نظام کامل پر بھی دلالت کرتی ہے کیونکہ بادشاہ کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ نظام کو قائم رکھے اور ایک کو دوسرے پر ظلم نہ کرنے دے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ الملک تھا اُس کی ملکیت نے تقاضا کیا کہ بنی نوع انسان میں بھی نظام جاری ہو۔ اسی لئے اُس نے انسان کو مدنی الطبع بنایا اور اس میں مل جل کر رہنے کی طرف رغبت پیدا کی۔ اور بیوی بچے رشتہ دار اور دوست وغیرہ اُس کے ساتھ لگا دیئے گئے۔ بیشک وہ جانوروں کے ساتھ بھی ہیں۔ مگر اس طرح نہیں جس طرح انسان کے ساتھ ہیں۔ مثلاً اُن میں تربیتِ اولاد کا طریق نہیں۔ بچہ جب

دانہ کھانے لگے تو وہ اُسے مار کر باہر نکال دیتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ بچے کو بوڑھا ہونے تک وہ اپنے ساتھ لئے پھریں۔ لیکن انسانوں میں یہ بات نظر آتی ہے کہ بچے کے بوڑھا ہونے تک بھی اگر ماں باپ زندہ ہوں تو اس کا فکر رکھتے ہیں۔ پھر جانوروں میں برادری سسٹم کوئی نہیں۔ لیکن اگر بعض کے تعاون کو جیسا کہ چیونٹیوں میں ہوتا ہے برادری کا طریق بھی سمجھ لیا جائے تو خاندانوں کا سسٹم اُن میں قطعاً نہیں اور وارث ہونا اور قرابت کی وجہ سے دوسرے کا ذمہ دار قرار پانا یہ باتیں تو اُن میں کُلّی طور پر مفقود ہیں۔ غرض ملکیت چونکہ نظام کامل پر دلالت کرتی تھی اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ دنیا میں بھی نظام کامل جاری کیا جائے۔ اور اسی لئے اس نے انسان کو مدنی الطبع بنایا۔ پھر صفت الحق جس کے تابع رحیمیت کی صفت ہے،

اخلاقِ فاضلہ اور عمل کی درستی

پر دلالت کرتی ہے۔ رحیمیت کے معنے ہیں اچھے کام کا بہتر سے بہتر بدلہ دینا اور یہ چیز اخلاق سے تعلق رکھتی ہے۔ اچھے کام ہوں تو بدلہ دیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں چنانچہ جس طرح ملکیت کے نظام کو قبول کرنے کے لئے اُس نے انسان کے اندر قابلیت رکھی تھی اور اُسے مدنی الطبع بنایا تھا۔ اسی طرح الحق کے مقابلہ میں اخلاقِ فاضلہ انسان کو عطا کئے گئے۔ مذہب ہو یا نہ ہو۔ تعلیم ہو یا نہ ہو۔ خلافِ اخلاق بات دیکھ کر ہر شخص کا چہرہ فوراً سُرخ ہو جائے گا اور پتہ لگ جائے گا کہ اُس کی فطرت بول رہی ہے۔ جھوٹ بولنے یا چوری کرنے کی کسی کو عادت پڑ جائے تو اور بات ہے ورنہ پہلا جھوٹ بولتے ہوئے اُس کا رنگ فق ضرور ہوگا اور پہلی چوری کرتے ہوئے اُس کا ہاتھ ضرور کانپے گا۔ کیونکہ اخلاقِ فاضلہ اللہ تعالیٰ نے

انسان کی فطرت

میں داخل کئے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ رحیم تھا تو ضروری تھا کہ دنیا میں اچھے کام بھی ہوں تاکہ اُن کا بدلہ دیا جاسکتا۔ پھر الحق میں چونکہ سچا وعدہ کرنے والے کے معنے بھی پائے جاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان میں الحق کی صفت بھی رکھی ہے۔ چنانچہ انسان میں مادہ موجود ہے جو سچائی کو اُس کی انتہائی حد تک پہنچا دیتا ہے اور سچائی کے قیام کے لئے اتنی عظیم قربانی کرتا ہے کہ جس کی مثال کسی اور مخلوق میں نہیں مل سکتی۔ اُمتِ محمدیہ میں

ایسے کئی اولیاء ہوئے ہیں جنہوں نے سچائی کے لئے بڑی بڑی تکالیف اُٹھائی ہیں۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے اس راہ میں مرنا قبول کر لیا مگر سچائی کو ترک نہیں کیا۔ خود ہماری جماعت میں شہدائے کابل کی مثالیں موجود ہیں جنہوں نے پتھر کھا کھا کر مر جانا قبول کر لیا۔ مگر اس بات کو ایک لمحہ کے لئے برداشت نہ کیا کہ جو سچائی اُنہوں نے اختیار کی تھی اُس کو لوگوں کے کہنے سے ترک کر دیں۔ ہمارے سردار اور آقا

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کو ہی دیکھو تو مکّی زندگی میں ابو طالب جو آپ کے چچا تھے آپ کی بڑی حفاظت کرتے تھے۔ اور چونکہ وہ اپنی قوم کے سردار تھے اس لئے قریش مکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دق نہ کر سکتے تھے جس طرح وہ آپ کے صحابہؓ کو دق کیا کرتے تھے۔ مگر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وعظ و نصیحت کو سُن سُن کر اُنہوں نے محسوس کیا کہ اسلام بڑھتا چلا جاتا ہے اور اگر اُسے جلدی روکا نہ گیا تو اُس کا مٹانا اُن کے لئے سخت مشکل ہو جائے گا تو وہ ایک وفد کی صورت میں ابو طالب کے پاس آئے اور انہیں کہا کہ آپ کے بھتیجے نے ہمیں سخت دق کر رکھا ہے وہ ہمارے بتوں کو گالیاں دیتا اور ایک خدا کا وعظ کرتا رہتا ہے آپ اسے سمجھائیں کہ وہ ایسا نہ کرے اور اگر وہ نہ رُکے تو آپ اس سے الگ ہو جائیں۔ اور ہم پر اس کا معاملہ چھوڑ دیں ہم خود اس سے نپٹ لیں گے۔ اور اگر آپ اُن سے الگ ہونے کے لئے بھی تیار نہ ہوں تو مجبوراً ہمیں آپ کی سرداری کو بھی جواب دینا پڑے گا۔ اور پھر اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا۔ ابو طالب اپنے قبیلہ کے سردار تھے اور جن قوموں میں قبائلی زندگی ہوتی ہے وہ اپنی سرداری کی بڑی قیمت سمجھتی ہیں۔ ابو طالب نے جب یہ بات سُنی تو گھبرا گئے۔ اور اُنہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کہا۔ اے میرے بھتیجے اب قوم سخت مشتعل ہو گئی ہے۔ اور قریب ہے کہ تجھے ہلاک کر دیں اور ساتھ ہی مجھے بھی۔ میں نے ہمیشہ تیری حفاظت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر آج میری قوم کے افراد نے مجھے صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ یا تو اپنے بھتیجے سے الگ ہو جائیں۔ اور اگر آپ الگ ہونے کے لئے تیار نہ ہوں تو ہم آپ کی سرداری کو بھی جواب دے دیں گے۔ ابو طالب کے لئے یہ ایک ایسا امتحان تھا کہ باتیں کرتے کرتے انہیں رقت آ گئی

اور اُن کی تکلیف کو دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھی ڈبڈبا گئیں۔ مگر آپ نے فرمایا۔ اے چچا! میں آپ کے احسانات کو بھول نہیں سکتا میں جانتا ہوں کہ آپ نے میری خاطر بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔ لیکن اے چچا مجھے خدا تعالیٰ نے اسی کام کے لئے مبعوث کیا ہے۔ اگر آپ کو اپنی تکلیف کا احساس ہے تو اپنی پناہ واپس لے لیں۔ خدا نے مجھے سچائی دی ہے جسے میں کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر یہ لوگ سُورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں بھی لا کر رکھ دیں تب بھی میں اس تعلیم کو نہیں چھوڑ سکتا۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے ملی ہے یہ الفاظ کوئی معمولی الفاظ نہیں تھے آج بھی یورپ کے معاند مورخین جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات لکھتے ہوئے اس مقام پر پہنچتے ہیں تو اُن کے دل کانپ اُٹھتے ہیں۔ اور وہ یہ لکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ جھوٹ بولنے والے نہ تھے اور آپ کو اس تعلیم کی

سچائی پر پورا یقین تھا

جو آپ لائے تھے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر سچائی کا وہ مادہ رکھا ہے کہ سچائی پر قائم ہوتے ہوئے انسان کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔

غرض یہ چاروں صفات جو اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہیں انہی کے ماتحت دنیا میں امن قائم رہ سکتا ہے۔ اگر قانون نہ ہو اور پھر اس قانون کا نفاذ نہ ہو تو ہرگز امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر صحیح رنگ میں تربیت نہ ہو اور اپنی اور عائلی زندگی درست نہ ہو تب بھی امن مفقود ہوتا ہے۔ امن کے قیام کا فرض یہی ذریعہ ہے کہ انسان اس حقیقت کو سمجھے کہ وہ دنیا میں کیوں پیدا کیا گیا ہے۔ اور یہ حقیقت اُس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم

انسان کے سامنے پیش نہ کی جائے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نظارے اس کے سامنے نہ رکھ دیئے جائیں۔ جب تک ہم اُسے یہ یقین نہ

دلا دیں کہ یہی دنیوی زندگی تمہاری اصل مقصود نہیں بلکہ اصل زندگی وہ ہے جب وہ مرنے کے بعد اپنے رب کے سامنے پیش کیا جائے گا تو خدا اُسے کہے گا کہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ کہ اے میرے بندے میں نے تجھے بے انتہاء انعامات دیئے ہیں۔ میں نے تیری روح ہمیشہ قائم رکھی ہے۔ بیشک تیری دنیوی زندگی ہزاروں مایوسیوں ہزاروں ناکامیوں اور ہزاروں بیماریوں کی آماجگاہ تھی لیکن یاد رکھو کہ وہی تیری زندگی نہیں تھی بلکہ

اصل زندگی

وہ ہے جو اب تجھے دیتا ہوں اور جو ہر قسم کی تکلیفوں اور ہر قسم کی ذلتوں اور ہر قسم کے تنزل سے محفوظ ہے اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ جب یہ خیال کسی کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے جب وہ سمجھتا ہے کہ میری زندگی عبث نہیں بلکہ یہ ایک اور عظیم الشان زندگی کا پیش خیمہ ہے۔ اور اصل زندگی وہی ہے جو میری موت کے بعد شروع ہوگی۔ تو اس وقت وہ اپنے دل میں حقیقی اطمینان اور حقیقی امن محسوس کرتا ہے اور اس وقت وہ صرف اپنی پیدائش پر ہی خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی موت پر بھی۔ اس لئے نہیں کہ مجھے تباہ کرے بلکہ اس لئے ہے کہ وہ مجھے چھوٹی جگہ سے اٹھا کر ایک بلند مقام پر پہنچا دے۔ کیا تم نے کبھی دیکھا کہ کوئی شخص تحصیلدار سے ای۔ اے۔ سی ہو گیا ہو یا ڈپٹی کمشنر سے کمشنر ہو گیا ہو اور وہ بجائے خوش ہونے کے رونے لگ گیا ہو۔ اسی طرح مومن اپنی موت پر ڈرتا نہیں بلکہ خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مجھے انعامات ملنے کا وقت آگیا۔ لیکن جو شخص روتا ہے وہ اس لئے روتا ہے کہ اُس نے دیکھا کہ اس نے زندگی محض دنیوی حیات کو سمجھ رکھا تھا اور اس نے دیکھا کہ اس زندگی کا بیشتر حصہ ناکامی اور بدمزگی میں گذر گیا۔ اور اُسے کچھ بھی لطف نہ آیا۔ مگر جو شخص جانتا ہے کہ یہ دنیا کی زندگی

ایک امتحان کا کمرہ

ہے۔ وہ اس کمرے سے نکلتے وقت خوشی محسوس کرتا ہے جس طرح وہ لڑکا جو اچھے پرچے کر کے آتا ہے خوش ہوتا ہے۔ اسی طرح مومن جب دنیا کے امتحان کے کمرہ سے اچھے پرچے کر کے نکلتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے اب میرا ایک رحیم آقا میرے سامنے ہے جس نے مجھ سے بے انتہا انعامات کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اب میں اُس کے پاس جاؤں گا اور اُس سے انعام لوں گا۔ جیسے یونیورسٹی کی ڈگریاں لینے کے لئے جب طالب علم جاتے ہیں تو وہ بڑھیا لباس اور گاؤن

وغیرہ پیش کر جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے عظیم الشان فضلوں پر ایمان رکھتا ہے جب مرنے لگتا ہے تو اس کا دل خوشی سے اچھل رہا ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے میں اپنے رب کے پاس ڈگری لینے چلا ہوں۔ میں اپنے رب سے انعام لینے چلا ہوں۔ جب تک یہ امید انسان کے دل میں پیدا نہیں ہوتی اُس وقت تک اسے حقیقی راحت میسر نہیں آسکتی۔

غرض انسان میں اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان طاقتیں رکھی ہیں اور اُس کا یہ فرض مقرر کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بنانے کی کوشش کرے اور یہی وہ چیز ہے جس کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو بھیجتا ہے اور چاہتا ہے کہ اُن کے ذریعہ دنیا میں ایک ایسی روحانی حکومت قائم کرے جس کے افراد اُنہی صفات کے مظہر ہوں جو اُس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ پس جب تک کوئی شخص ان تمام ذمہ داریوں کو سمجھ کر مذہب قبول نہیں کرتا اس وقت تک اس کا مذہب میں شامل ہونا یا نہ ہونا برابر ہوتا ہے وہ مسلمان ہوتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ لیا جائے اور وہ یہ نہیں سمجھتا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تفسیر سارا قرآن ہے اور اس سارے قرآن پر عمل کئے بغیر وہ حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جس طرح انسان کسی ایک عضو کا نام نہیں بلکہ انسان مجموعہ ہے ناک، کان، آنکھوں، منہ، گردن، سر، سینہ، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کا اور ان میں سے کوئی چیز بھی علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ نہ صرف دھڑ الگ ہو سکتا ہے۔ نہ ہاتھ پاؤں الگ ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ایک مفرد شے نہیں بلکہ وہ چار اعضاء روحانی کے مجموعہ کا نام ہے۔ وہ الملک اور الحق اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اور ربّ العرش الکریم کے بروز کا نام ہے۔ پس انسان صحیح معنوں میں اسی وقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والا سمجھا جا سکتا ہے جب وہ ربّ العالمین۔ الرحمٰن الرحیم اور مالک یوم الدین کی صفات کا مظہر ہو۔ اگر کوئی شخص ان صفات کو اپنے اندر پیدا نہیں کرتا تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی ایسی چیز کو آدمی سمجھتا رہے جس کا نہ دل ہو نہ دماغ ہو۔ نہ ہاتھ ہوں۔ نہ پاؤں ہوں۔ کامیابی حاصل کرنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بنا کر اپنے اندر تغیر پیدا کرتے ہیں اور اس طرح اُس مقصد کو حاصل کر لیتے ہیں جس کے لئے اُنکی پیدائش معرضِ وجود میں آئی تھی۔

قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کا ماہانہ جلسہ

قادیان دار الامان ۵ جولائی بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر سابق مبلغ ماریشس و مشرقی افریقہ مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا ماہانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو مکرم حافظ غلام صابر صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم حکیم بدر الدین صاحب عامل قائد مجلس مقامی نے خدام الاحمدیہ کا عہد نامہ دہرایا۔ پھر عزیز عبد الکریم مکانہ کی نظم کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب طاہر متعلم مدرسہ احمدیہ نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق اللہ اور اس کے رسول ؐ کے ساتھ

کے عنوان پر تقریر فرمائی جس میں آپ نے آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کی تلاوت کر کے بتایا کہ عشق الٰہی موقوف ہے عشق رسول پر۔ اور اس عشق کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے عشق کو قل ان کان اٰبآؤکم و ابنآؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارة تخشون کسادھا و مسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ الخ کے ماتحت تمام اشیاء پر مقدم رکھا جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بچپن، جوانی اور بڑھاپے میں حقیقی عشق الٰہی کا مظاہرہ کیا۔ اس ضمن میں مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بچپن میں نمازوں کی پابندی وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے جوانی میں مقدمات کی پیروی کے وقت نماز اور رضائے الٰہی کے تقدم کا بیان کیا جس کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ سے "الیس اللہ بکافٍ عبدہ" کا وعدہ کر کے اسے شاندار طور پر پورا کیا۔

دوسری تقریر مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کسر صلیب

کے موضوع پر کی۔ جس میں آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کام کسر صلیب بیان کیا تھا۔ جس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پیشگوئی میں اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے مسیح کے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی اس ضمن میں مقرر نے مختلف حوالوں سے بیان کیا کہ کس طرح اب مغربی و مشرقی ممالک کے بڑے بڑے سائنس دان اور محققین یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ واقعہ صلیب کے وقت جس کفن میں ان کا جسم لپیٹا گیا اس کا مطالعہ کرنے سے سائنسدان اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ وہ زندہ ہونے کی حالت میں اس میں لپیٹے گئے تھے اور بعد میں وہ سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان آئے اور سری نگر میں فوت ہوئے۔ آخر میں مقرر نے بتایا کہ محققین اور سائنسدانوں کے اس برملا اعترافِ حقیقت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا" شاندار طور پر پورا کیا۔

صدارتی تقریر

اس کے بعد صاحب صدر نے ایک نہایت ہی ایمان افروز تقریر فرمائی جس میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کو اس لئے مبعوث کرتا ہے کہ بندوں کا اللہ تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا ہو جائے۔ اور چونکہ ایمان پیدا ہوتا ہے زندہ نشانوں سے اس لئے اللہ تعالیٰ انبیاء کے ذریعہ ایسے غیر معمولی نشان ظاہر فرماتا ہے جو بالکل مخالف حالات میں نمودار ہوتے ہیں۔ اسی ضمن میں فاضل مقرر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآنی پیشگوئی

ان الذی فرض علیک القراٰن لرآدک الیٰ معاد

کے پورے ہونے کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ کس طرح حضور علیہ السلام کو مکہ سے ہجرت کرنی پڑی۔ دشمنوں نے مدینہ میں بھی پے در پے حملے کئے۔ اور حضور علیہ السلام کے لواحقین پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ جنگ احزاب کے موقع پر مخالفین اپنے سارے لاؤ لشکر کے ساتھ مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ اور اس عزم کے ساتھ آئے کہ اب حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا جائے گا مگر کس طرح اس تمام لشکر کو ایک وہم کی بناء پر ہی پسپا ہو جانا پڑا۔ آخر فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فاتحانہ طور پر مکہ میں داخل ہوئے۔ تقریر کے آخر میں مکرم مولانا نے قادیان میں درویشانہ زندگی کی روحانی عظمت پر روشنی ڈالی۔ اور تلقین کی کہ درویشان کو پیش آمدہ مشکلات سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ اپنے ایمان کو مضبوط سے مضبوط تر بناتے چلے جائیں۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود رہیں کہ وہی تمام نعمتوں کا سرچشمہ اور تمام طاقتوں کا منبع ہے۔

آخر میں آپ نے اجتماعی دعا کرائی اور ساڑھے دس بجے کے قریب یہ مبارک تقریب ختم ہوئی۔

(مرتبہ خاکسار بشیر احمد ناصر گیانی۔ بی۔ اے
قادیان دار الامان)

تبصرے

"اخلاق خاتون" و "تعلیم خاتون"

یہ دو رسالے میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب ربوہ ضلع جھنگ نے ساتویں بار شائع کئے ہیں دونوں میں مختلف عنوانات پر عام فہم سادہ ضروری مضامین کو بڑے اچھے انداز میں جمع کیا گیا ہے۔ مثلاً اوصاف خاتون۔ حقوق میاں بیوی۔ اخلاقی ہدایات۔ رذائل نسواں۔ نفس کی اصلاح۔ نبی پاک کا خاندان اسکے علاوہ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رض۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کے سوانح مبارک بھی مختصر طور پر لکھے گئے جو نمونہ کے رنگ میں ایک عمدہ طریق رہنما ہے۔

اسی طرح دوسرے رسالہ تعلیم خاتون میں عورتوں کو وعظ کے سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے موزوں اقتباسات سوا عبادت یعنی معاشرت اصلاح زوجین وغیرہ ضروری مضامین کے علاوہ تربیت اولاد طب کی بعض مفید باتیں بھی عمدہ پیرایہ میں بیان کی گئی ہیں۔

غرضیکہ یہ ۱۲ ۔ ۴۴ صفحہ کے دونوں رسالہ جات ہر احمدی گھرانے میں پڑھے جانے کے قابل ہیں اور دینی لحاظ سے فائدہ بخش۔ ہر رسالہ کی قیمت آٹھ آنے یا پچاس نئے پیسے ہے پبلشر سے طلب کئے جا سکتے ہیں۔

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

بابت چندہ جلسہ سالانہ

حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ

١- "چندہ جلسہ سالانہ کی سو فی صدی وصولی جلسہ سے قبل ہونی چاہیئے۔"

٢- "پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دیتی ہیں۔ وہ تو دے دیتی ہیں۔ اور جو شروع میں نہیں دیتیں اُن کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے اور اُن کے ذمہ بھی بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آتا ہے۔ جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقعہ ہے اور اجتماع کے موقعہ پر ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ امداد ضرور کرتے ہیں۔

٣- ہمارا جلسہ سالانہ تمام عرسوں میلوں اور اجتماعوں سے بالکل مختلف ہے اور اس میں حصہ لینا بڑے ثواب کا کام ہے جماعتوں کو چاہیئے کہ ابھی سے جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے کی کوشش کریں کیونکہ ہمارا یہ تجربہ ہے کہ جو جماعتیں جلسہ سالانہ سے پہلے چندہ دے دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو رہ جاتی ہیں وہ رہتی چلی جاتی ہیں ان میں بعض تو بعد میں نظارت بیت المال کے پیچھے پڑنے کی وجہ سے اور خط و کتابت کرنے پر آخر سال میں چندہ پورا کر دیتی ہیں اور بعض جماعتوں کے ذمہ دو دو سال کا بقایا چلتا جاتا ہے حالانکہ انتظام پر تو بہر حال روپیہ خرچ ہوتا ہے۔"

٤- "پس پہلے تو میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے میں دوست ہمت سے کام لیں تا کہ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے پہلے سے انتظام کیا جا سکے اصل میں تو چندہ جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی دینا چاہیئے کیونکہ اگر اجناس وقت پر خرید لی جائیں تو اُن پر بہت کم خرچ ہوتا ہے۔ اگر روپیہ پاس ہو تو مئی جون اور جولائی میں تمام اجناس خرید لی جائیں۔ تو آدھے سے کام بن جاتا ہے بہر حال جماعت کو چاہیئے کہ وقت پر چندہ دیں تا کہ کارکن سہولت سے چیزیں خرید سکیں۔"

حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں چاہیئے تھا کہ مالی سال کی سہ ماہی اول میں بجٹ چندہ جات جلسہ سالانہ کا بیشتر حصہ وصول ہو کر مرکز میں پہنچ جاتا۔ تا کہ جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے سہولت ہو جائے۔ اور قرض یا پیشگی لے کر کام نہ کرنا پڑے۔ لیکن وصولی کی رفتار ابھی بجٹ کی نسبت سے بہت کم ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ احباب جماعت و عہدیداران ، چندہ جلسہ سالانہ کی فوری ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں تا کہ جلسہ سالانہ سے قبل اس چندہ کی سو فیصدی وصولی ممکن ہو سکے۔

مبلغین کرام کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں اس چندہ کی وصولی میں تعاون فرماویں۔

اس چندہ کی شرح اوسطاً ماہوار آمد کا سال میں ایک دفعہ ١/١٠ حصہ مقرر ہے امید ہے کہ جملہ احباب جماعت و عہدیداران جلد از جلد اس چندہ کی ادائیگی کا انتظام کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے اور عند اللہ ماجور ہوں گے اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو اپنے فضل سے اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

قطعات

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

(١) نظم

میں جاگا مگر بھاگ میرے نہ جاگے ، کہ پختہ نہیں میرے کُلبش کے دھاگے

جو چاہے قیامت کے دن پائے راحت ، وہ دُنیا میں آرام اپنا تیاگے

وہی کام آئیں گے مومن کے پیچھے ، جو اعمال نیک اپنے بھیجے ہیں آگے

مرے مقتدا کا ہے کیا رعب اکمل ، کہ بس نام سنتے ہی اعداء ہیں بھاگے

(٢) خاتم النبیین

خاتم کے معنے مُہر ہیں تصدیق کیلئے ، تکمیل امر ہونے کی توثیق کیلئے

جتنے نبی ہیں آئے کہ آئندہ ہوں کبھی ، زینت بھی ہے ثبوت بھی ختم محمدی

قرآن سے حدیث سے واضح ہوا ہے یہی ، اسپر گواہی دیتی ہے ہر عقل و نقل بھی

(٣) ولادت[1]

فرزند ارجمند کی صدہا مبارکیں ، نازل ہوا ہے فضلِ خدا قادیان میں

اللہ ہو حفیظ بقا کوکی پوری ہو ، ہر طرح کی امان ہو دار الامان میں

اکمل برائے سال ولادت صدا بلند ، "ہے واہ واہ حفیظی قمر" ہر مکان میں

١٣٨٢ ھ

[1] اس عاجز کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ٥ ارجون ١٩٦٢ء کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا جس کا نام عبد الباسط قمر تجویز کیا گیا حضرت قاضی صاحب مدظلہ کی خدمت میں بغرض دعا عریضہ لکھا تو آپ کا جواب اس نظم کی صورت میں موصول ہوا جزاہ اللہ احسن الجزاء ـــ محمد حفیظ بقا پوری۔

حیدر آباد (دکن) میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی مصروفیات

(بقیہ صفحہ ٢)

خدام کی اجتماعی میٹنگ

بتاریخ ٢٤ر جون ١٩٦٢ء حضرت میاں صاحب نے خدام کو مخاطب فرمایا۔ آپ نے نہایت درد بھرے دل اور درد بھرے الفاظ سے خدام کو مخاطب کیا

حضور کے اشعار ؎

جب گذر جائیں گے ہم تم پر پڑیگا سب بار
سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

پر زور دیتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نوجوانوں کے کارناموں کو ایسے دلآویز رنگ میں پیش کیا کہ جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپ نے تقریباً ایک گھنٹہ تک ایک ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ دل یہ چاہتا تھا کہ یہ تقریر ختم نہ ہو۔ اس میٹنگ میں حضرت امیر صاحب کے علاوہ

چند انصار بھی شریک تھے۔

مراجعت

آخر وہ دن آیا جس دن کہ حضرت محترم میاں صاحب کا حیدر آباد سے واپسی کا پروگرام تھا۔ بتاریخ ٢٦ر جون ١٩٦٢ء صبح ٨ بجے کاچی گوڑہ اسٹیشن پر جماعت احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد کی ایک کثیر تعداد آپ کو الوداع کرنیکے لئے جمع تھی۔ ٹھیک ٨ بجکر ١٠ منٹ پر اسٹیشن پر گاڑی رکی۔ حضرت میاں صاحب نے دعا کروائی۔ اور ہر ایک سے بغلگیر ہوئے۔ تقریباً ٨ بجکر ٢٥ منٹ پر گاڑی چلی اور ہم سب نے بادل نخواستہ میاں صاحب کو رخصت کیا۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں بصحت و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے اور اُن کا آنا حیدر آباد کی جماعت کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

خاکسار رشید احمد

جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدر آباد

شاہانِ اسلام کی رواداریاں

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

جلسہ سالانہ قادیان سنہ ۶۱ء پر مکرم مولوی صاحب نے اسی موضوع پر تقریر کی تھی۔ وہ تقریر اب مضمون کی شکل میں مرتب کر کے بغرض اشاعت بھیجی ہے۔ جسے قسط وار شائع کیا جا رہا ہے ——— (ادارہ)

(۲)

دولتِ شمسیہ

سلطان قطب الدین ایبک کی تخت نشینی سے ہندوستان میں جس بادشاہی سلسلہ کا آغاز ہوا وہ "غلام خاندان کی بادشاہت" یا "دولتِ شمسیہ" کہلاتی ہے۔ اس کی ابتداء قطب الدین ایبک سے ہوئی۔ اور اس کا خاتمہ کیقباد پر ہوا۔ اس سلسلہ میں قطب الدین ایبک، ابو المظفر التمش اور غیاث الدین بلبن نامی گرامی بادشاہ گزرے ہیں۔

سنسکرت زبان میں ایک کتبہ نکلا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دولت شمسیہ کے عہد میں ملک بہت خوش حال تھا۔ ہندو اور مسلمان نہایت خوش حالی و آسودگی کی زندگی بسر کرتے تھے ہندوؤں کو مذہبی آزادی حاصل تھی۔ اور کسی کی زبان، لباس اور کلچر سے تعرض نہیں کیا جاتا تھا۔ اس میں لکھا ہے کہ:-

"سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانے میں لوگ لکھنوتی (بنگال) سے غزنی اور دریا سے رامیشورم تک خوشحال اور فارغ البال ہیں۔ سلطان اپنی رعایا کی اس قدر خبر رکھتا ہے کہ "وشنو" کو اب دنیا کی فکر نہیں رہی اور وہ اطمینان کے ساتھ آرام کرتا ہے!"

(سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات)

اس خوشحالی کا ایک اندازہ ہم اس طرح بھی لگا سکتے ہیں کہ اس عہد میں دیہات والوں کی فی کس سالانہ آمد ساٹھ سنگر "تنکہ" تھی۔ ایک تنکہ ایک تولہ چاندی کا ہوتا تھا۔ یعنی ہندوستانی روپے کے برابر۔ مگر "قوتِ خرید" میں بلبنی سکہ ہمارے سکوں سے بائیس گنا بڑھا ہوا تھا۔ پس اس کا قیمت رائج الوقت کے حساب سے ایک تھیلہ، اس طرح "عہد بلبنی" میں دیہات والوں کی فی کس سالانہ آمد ڈیڑھ ہزار روپے سالانہ تھی۔ آمدنی کی یہ اوسط آج بہت سے ترقی یافتہ ممالک سے بہتر ہے۔

اس وقت ہماری اقتصادی حالت اتنی پست ہے کہ آمد کی یہ اوسط حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے۔ مگر جب ہم پڑھتے ہیں کہ عہد بلبن میں پنج ہزاری منصب دار کو تیس ہزار روپے ماہوار ملتے تھے جن میں سے دس ہزار روپے ان کی تنخواہ کے ہوتے تھے۔ جو آج کے حساب سے دو لاکھ بنتے ہیں۔ تو ہماری یہ حیرت دور ہو جاتی ہے۔ آج امریکہ کے پریذیڈنٹ کی تنخواہ بھی دو لاکھ روپے ماہوار نہیں۔

پھر یہ پنج ہزاری منصب دار بیس ہزار روپے جس طرح بھی فوجیوں میں تقسیم کرتا ہو۔ لیکن ہم موٹے طور پر اس کا حساب لگائیں تو ہر فوجی کو ۴ روپے ماہوار یعنی آج کے حساب سے تک بھگ سو روپے ماہوار ملتے تھے ہمارے ملک میں تمام فوجیوں کی بنیادی تنخواہ بھی سو روپیہ ماہوار نہیں ہے۔

اس زمانے میں شہری آبادی کی فی کس آمد اس سے بہت زیادہ ہو گی۔ اس کا کوئی قطعی اندازہ معلوم نہیں ہو سکا۔

دیہاتی آبادی کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس وقت دیہات میں صرف ہندوؤں کی آبادی تھی مسلمانوں کی تعداد ہی کیا تھی دس لاکھ کے لگ بھگ۔ وہ بھی صرف شہر یا چھاؤنیوں میں رہتے تھے۔

دیوانی و فوجداری معاملات

دیوانی و فوجداری معاملات کے متعلق یہ واضح کر دوں کہ "دولت شمسیہ" میں اُس دستورِ حکومت کو اور ترقی دی گئی۔ جو سندھ میں محمد بن قاسم نے نافذ کیا تھا۔ یعنی پنچایتی راج ہندوؤں کے دونوں معاملات کا فیصلہ ہندو پنچایت ہی کرتی تھی۔ مسلمانوں کی شریعت ہندوؤں پر نہیں ٹھونسی گئی اور یقیناً یہ رواداری کی اعلیٰ مثال ہے۔

حملۂ تاتار سے حفاظت

دولت شمسیہ کا وہ کارنامہ جو تاریخ ہند میں آبِ زر سے لکھے کے لائق ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس نے ہندوستان کو تاتاریوں کے حملے سے محفوظ رکھا اور یہ بات کسی تذبذب کے بغیر کہی جا سکتی ہے کہ ان ترک بادشاہوں نے تاتاریوں کا جیسا مقابلہ کیا۔ وہ انہیں کا حق تھا۔ اس شاندار مدافعت کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت ہی ہندوستان کے مسلمانوں میں جذبۂ وطنیت پیدا ہو چکا تھا۔ وہ ہندوستان کو اپنا وطن سمجھنے لگے تھے اور بیرونی ممالک سے ان کے تعلقات منقطع ہو چکے تھے۔ اگر خدانخواستہ حملۂ تاتار کے وقت وہ ہندوستان کو خدا حافظ کہہ کر غزنی اور غور کی راہ لیتے تو یقین ہے کہ سارا ہندوستان کھنڈر ہو جاتا ہندوستان کی کوئی دوسری طاقت فتنۂ تاتار کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

بلبن کا استقبال

یہی وجہ ہے کہ ہم سلطان غیاث الدین بلبن کے تذکرے میں پڑھتے ہیں کہ جب وہ لکھنوتی یعنی بنگال سے واپس آ رہا تھا۔ تو راستہ بھر ہندو ٹھاکروں اور راجپوتوں نے ان کا جیسا شاندار استقبال کیا اس کی نظیر نہیں ملتی۔

ایک بڑھیا کی آہ و بکا

دولت شمسیہ میں بادشاہ اپنی رعایا کے ساتھ کس طرح پیش آتا تھا۔ اس کا ایک نمونہ یہ ہے کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانے میں جعلی سکہ بنانے والوں کا ایک گروہ پکڑا گیا۔ ان سبھوں کو سزائے موت دے دی گئی۔ ان میں ایک بڑھیا کا لڑکا بھی تھا۔ وہ بڑھیا اس واقعہ کے بعد روزانہ رات کے سناٹے میں "کوشک لعل" یعنی سلطان کے محل کے پاس آتی اور رات بھر چیخ چیخ کر سلطان کے لئے بد دعائیں کرتی۔ سلطان نے اس کو سمجھایا، دھمکایا۔ لالچ بھی دیا۔ مگر بڑھیا باز نہ آئی۔ اور وہ روزانہ ایسا ہی کرتی۔ لوگوں کی نیند خراب ہوتی۔ سلطان اس بڑھیا کو بھی سزا دے سکتا تھا۔ مگر وہ کہتا تھا کہ میرے پاس اس بڑھیا کو سزا دینے کے لئے کوئی قانون نہیں ہے چنانچہ وہ بوڑھی روزانہ رات کو اسی طرح چیختی چلاتی۔ حتیٰ کہ خبر آئی کہ بنگال کی بغاوت میں سلطان کا لڑکا "شہزادہ محمد" مارا گیا۔ بڑھیا اس دن سے خاموش ہو گئی۔ یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے مگر اس سے اس دور کے حکمرانوں کی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے۔ اس کی طاقت اور اختیار کی کوئی حد نہیں تھی۔ مگر زمانہ امن میں خود بادشاہ قانون کا سب سے زیادہ احترام کرتا تھا

دولتِ خلجی

دولت شمسیہ کے بعد ہندوستان کی زمام اقتدار خلجیوں کے ہاتھ آئی سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اس خاندان کا پہلا فرمانروا ہے ان کے زمانے میں حکمرانی کے متعلق مسلمانوں کا تصور کس قدر ترقی کر گیا تھا اس کا اندازہ "ضیاء الدین برنی" کے اس قول سے ہو سکتا ہے۔ وہ اپنی تاریخ فیروز شاہی میں لکھتا ہے کہ:-

بادشاہ از راہِ انصاف و حق گذاری او را تواں گفت واد را تواں دانست کہ یک آدمی در بادشاہی او گرسنہ و برہنہ نہ خسپد۔

(تاریخ فیروز شاہی از برنی)

ترجمہ:- انصاف اور حق گذاری کے ساتھ بادشاہ اس کو کہہ سکتے ہیں کہ اس کی بادشاہی میں ایک آدمی بھی بھوکا اور ننگا نہ سوئے

آج زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حکمرانی کے متعلق کوئی اس سے زیادہ ترقی یافتہ اور کامل تصور دنیا کے سامنے پیش نہیں کر سکا۔

سلطان علاؤ الدین خلجی

اس تصور کو سلاطین خلجی نے کس طرح جامۂ عمل پہنایا۔ اس کا اندازہ سلطان علاؤ الدین خلجی کے نظامِ حکومت سے ہو سکتا ہے۔ ان کے زمانے میں ایک ترک عالم مصر سے ہندوستان آئے۔ ان کا نام تھا "مولینا شمس الدین ترک" انہوں نے سلطان علاؤ الدین خلجی کے کامیاب طریق حکمرانی پر ان الفاظ میں تبصرہ فرمایا ہے۔

شنیدہ ام کہ غلہ و اقمشہ و اسباب چناں ارزاں کردہ کہ سر سوزنے براں زیادت نقصور ندارد۔

ترجمہ:- میں نے سنا ہے کہ غلہ سامان اور اسباب اس طرح ارزاں کر دیئے کہ اس پر سوئی کی نوک کے برابر بھی زیادتی نہیں ہو سکتی ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ یہ کام اتنا سخت تھا کہ بہت سے بادشاہوں نے کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہو سکے۔ تعجب ہے کہ آپ کے لئے یہ کیسے ممکن ہو گیا۔

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ

شنیدہ ام کہ جملہ مسکرات را بادشاہ برانداختہ است۔ و فسق و فجور در کام فاسقاں و فاجراں از زہر تلخ تر شدہ و شنیدہ ام کہ بازاریاں اہل السوق را کہ اہل اللعنت اند۔ در سوراخ موش در آوردہ۔

ترجمہ:- سنا ہے کہ ہر قسم کے نشہ کو اکھاڑ پھینکا ہے۔ اور فسق و فجور فاسقوں اور فاجروں کے حق میں زہر سے زیادہ تلخ ہو گیا ہے۔ اور میں نے سنا ہے کہ بازاری عورتوں کو چوہے کے سوراخ میں ڈال دیا ہے۔

اس کے بعد مولانا شمس الدین ترک کہتے ہیں کہ یہ کام ایسا ہے کہ آدم کے وقت سے اب تک کسی بادشاہ کے لئے ممکن ہی نہیں ہو سکا۔

پھر کہتے ہیں کہ:-

اسے بادشاہ مبارک باد کہ دین
بچہار عمل درمیان انبیاء جائے
تست۔

(سلاطین ہند کے مذہبی رجحانات)

ترجمہ۔ اے بادشاہ مبارک ہو کہ
ان چار اعمال کی وجہ سے انبیاء
کے درمیان تمہاری جگہ ہے۔

کنٹرول سسٹم

سلطان علاؤ الدین خلجی کا کنٹرول سسٹم تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے اس نے ضروریات زندگی پر جس طرح کنٹرول کیا۔ وہ اس کی زبردست اقتصادی بصیرت اور حیرت انگیز تنظیمی صلاحیت کی دلیل ہے وہ ہر جگہ سرکاری گودام میں غلے کا بڑا ذخیرہ جمع کراتا تھا۔ لوگ جب بلیک مارکیٹنگ شروع کرتے تو یہ سرکاری گودام کا منہ کھول دیتا۔ اور سبھوں کو مقررہ نرخ پر ان کی ضرورت کے مطابق غلہ دیدیتا۔ یہی بندوبست انہوں نے دوسری ضروریات زندگی کے متعلق بھی کیا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے عہد حکومت میں قحط بھی پڑا ٹاٹاریوں کے حملے بھی ہوئے۔ اور دوسری آفات بھی آئیں۔ مگر بادشاہ نے غلہ اور ضروریات زندگی کا جو نرخ مقرر کیا تھا اس پر کسی حالت میں اضافہ نہیں ہوا۔

میں اس جگہ سلطان علاؤ الدین خلجی کا مقرر کیا ہوا ایک "نرخ نامہ" پیش کرتا ہوں۔

گیہوں	۱۲ سیر	۱۱	سنے پیسے
ماش	۱۲ "	$7\frac{1}{2}$	" "
چنا	۱۲ "	$5\frac{1}{2}$	" "
دھان	۱۲ "	$5\frac{1}{2}$	" "

یہ نرخ نامہ علائی من کا ہے علائی من ۱۲ سیر کا ہوتا تھا۔

(تاریخ مسلمانان بھارت و پاکستان)

اشتراکیت کا تصور

اشتراکیت کا یہ تصور کہ ضروریات زندگی پر حکومت کا کنٹرول ہونا چاہیئے سلطان علاؤ الدین خلجی کے سامنے بھی یہ تصور تھا کہ اور اسی کے ماتحت سب تمام ملک کی دولت اور ذرائع آمد کی خود نگرانی کرتا تھا۔ اس نظریئے کے ماتحت انہوں نے تمام ملک میں ایک کامیاب نظام حکومت قائم کیا تھا۔ اس نظام حکومت سے ہندو اور مسلمان دونوں مساوی طور پر مستفید ہوتے تھے۔

نظریۂ جمہوریت

اس کی رواداری کی ایک اعلیٰ مثال اس کا نظریۂ جمہوریت ہے۔ غالباً سلطان علاؤ الدین خلجی ہندوستان کا پہلا بادشاہ ہے جس نے ہندوستان میں جمہوریت قائم کرنی چاہی۔ وہ بار بار اس مسئلہ پر سوچتا تھا اور علماء سے گفتگو کرتا تھا۔ وہ خود بڑا مدبر اور فلسفی تھا۔ حکمرانی کے ہر طریقہ پر سیر حاصل بحث کرتا تھا۔ اس نے کئی مرتبہ یہ کہا کہ میں ہندوستان میں ایک نئی طرز کی حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں جس میں ہندوستان کی تمام اقوام شریک و سہیم ہوں۔ ضیاء الدین برنی وغیرہ نے اسی بناء پر شبہ کیا تھا کہ وہ ہندوستان میں ایک نیا مذہب جاری کرنا چاہتا تھا۔

مذہبی آزادی

دولت خلجی کے عہد میں ہندوؤں کو جیسی مذہبی آزادی حاصل تھی۔ اس کے متعلق خود اس دولت کے بانی سلطان فیروز شاہ خلجی کا ایک قول نقل کرتا ہوں۔ ضیاء الدین برنی تاریخ فیروز شاہی میں سلطان کا یہ قول نقل کرتا ہے کہ

هر روز هندوان مندل
زنان و بوق زنان در زیر
کوشک من میگذرند۔ و در
جون می آیند و بت پرستی
می کنند و احکام شرک و کفر
را در نظر ما رواج می دهند

ترجمہ:۔ ہر روز ہندو جھانجھ بجاتے
اور سنکھ پھونکتے ہوئے میرے
محل کے نیچے سے گزرتے
ہیں اور جمنا میں آتے ہیں اور
بت پرستی کرتے ہیں۔ اور
احکام شرک و کفر کو ہماری
آنکھوں کے سامنے رواج
دیتے ہیں۔

مذہبی آزادی کا جب ذکر آیا ہے تو مناسب ہے کہ سنسکرت زبان اور تعمیر منادر کے متعلق بھی دولت خلجی کی پالیسی واضح کر دوں۔

سنسکرت زبان اور ہندوؤں کا فن تعمیر

سلطان علاؤ الدین خلجی کے تذکرے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وہ زبان سنسکرت کا بڑا قدر دان تھا اس نے اپنے سکوں پر سنسکرت عبارت لکھوائی تھی اس نے تاتاریوں کے مقابلے میں چوتیس ہزار فوج بھیجی تھی۔ اس کا سپہ سالار بھی ہندوؤں کو بنایا تھا۔ جس کا نام نانک تھا۔ اس سلطان کے زمانے میں مندروں کا فن تعمیر بھی بہت ترقی کر گیا تھا۔

ٹھاکر پھیرو نے سلطان علاؤ الدین خلجی کے زمانے میں ایک کتاب لکھی تھی۔ وہ کتاب اب ڈاکٹر بھگوان داس جین نے جے پور سے شائع کی ہے۔ اس کتاب کا نام ہے "واستوسار" اس میں مندروں کی طرز تعمیر سے بحث کی گئی ہے۔ اور پچیس طرز تعمیر کا ذکر کیا گیا ہے۔

(مذہبی رجحانات)

اقتصادی خوشحالی

دولت خلجی کے عہد میں ہندوؤں کی اقتصادی حالت کیسی تھی۔ اس کے متعلق "فتاویٰ جہانداری" کی ایک عبارت نقل کرتا ہوں۔

طبل و علم مرصعات و طنبار
زربفت و اسپان تنگ
بست و دلایتها و شغلها و
عملها ارزانی دارند۔ و در
دار الملک روا دارند و
بپسندند کہ کافر و مشرک و
بت پرست خانہائے متعمر
مانند برآرند۔ و جامہائے
زربفت پوشند و اسپان
تازی با ساخت زر و نقرہ
سوار گردند۔ و بعد ہزار
کمنت آراستہ را حتا گرند
و عیش ہا رانند و مسلمانان را
چاکر گیرند۔ و پیش اسپان
خود بدوانند۔ و فقراء اہل
اسلام از ایشان بر درہائے
ایشان گدائی ہا کنند و ایشان
در درون دار السلطنت
رائے۔ رانا ٹھکر۔ ساہ
مہتہ و پنڈت خوانند۔

ترجمہ۔ طبل و علم اور جڑاؤ چیزیں
تبار زربفت اور اسپان
تنگ بست ان کے پاس
ہیں۔ علاقے۔ ملازمتیں اور
عہدہ داریاں ان کے لئے ارزانی
ہے۔ اور مسلمان بادشاہ اس
کو روا رکھتے ہیں اور پسند
کرتے ہیں کہ کافر و مشرک و
بت پرست بڑے بڑے
محلوں کی مانند اپنے مکانات
بنائیں۔ اور تازی گھوڑوں پر
سنہرے ساز و سامان کے
ساتھ سوار ہوں۔ اور نہایت
دبدبے کے ساتھ آرام اٹھائیں
اور عیش کریں اور مسلمانوں کو
نوکر رکھیں۔ اور اپنے گھوڑوں
کے آگے دوڑائیں اور مسلمان
فقراء ان کے دروازے پر
بھیک مانگیں اور ان لوگوں
کو دار السلطنت میں رائے
رانا۔ ساہ۔ مہتہ اور پنڈت
کہتے ہیں۔ (فتاویٰ جہانداری)

محمد بن قاسم کا اصول

خلجیوں کے زمانۂ حکومت میں محمد بن قاسم کی اس پالیسی کو بھی بہت ترقی دی گئی کہ ہندوؤں کو بھی حکومت کے کاروبار میں شریک کرنا چاہیئے۔ چنانچہ سلاطین خلجی کے عہد میں خسرو کو توال۔ فوج کا سپہ سالار۔ بادشاہ کا خزانچی ہم کو ان تمام عہدوں پر ہندو نظر آتے ہیں

خلجیوں کا زمانۂ حکومت

ہندوستان پر خلجیوں کی حکومت صرف ۳۱ سال رہی۔ خلجیوں کے بعد ہندوستان کی بادشاہی تغلق خاندان کے قبضہ میں آگئی

خاندان تغلق

اس خاندان میں دس بادشاہ گذرے ہیں۔ لیکن نامی گرامی صرف تین ہیں یعنی سلطان غیاث الدین تغلق۔ محمد تغلق اور فیروز شاہ تغلق۔

محمد تغلق اور اجرار نبوت

شیخ شہاب الدین حق گو اور سلطان محمد تغلق کا ایک مکالمہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلطان اجرائے نبوت کا قائل تھا۔ ان کا قول ہے کہ نبوت کے خاتمہ کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کی عقل و فکر میں جمود نہیں پایا جاتا تھا۔ وہ ترقی پسند تھا اور ہر چیز پر اجتہادی نقطۂ نظر سے غور کرتا تھا اس کے عہد سلطنت میں جتنی اصلاحات کا نفاذ ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان میں ایک صالح معاشرہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ ایک اچھی سوسائٹی اور اچھے سماج کا تصور ہمیشہ ان کے سامنے رہا۔

زراعت

اس نے زراعت کی طرف کافی توجہ دی جو ان دنوں خالص ہندوؤں کا پیشہ تھا۔ اور ایک رقبہ خاص اسی نیت سے زیر آباد کیا۔ اور نمونے کے طور پر ملک میں زراعت کے ایک نئے طریقہ کا تجربہ کیا۔ یہ وہی تجربہ ہے جو آج اشتراکی ممالک میں آزمایا جا رہا ہے یعنی ہر قسم کے غلہ کیلئے زمین کا ایک ایک رقبہ خاص کر دینا۔ اس رقبہ میں صرف اسی غلہ کی کاشت کرنا جس کے لئے وہ خاص کی گئی ہو۔ سلطان محمد تغلق نے ہر جنس کے لئے بیس بیس ہزار مربع میل کا رقبہ مقرر کیا۔

باغبانی

اسی طرح وہ سارے ہندوستان میں کھلدار باغوں کا ایک جال بچھا دینا چاہتا تھا۔

آگے چل کر سلطان محمد تغلق کی زرعی پالیسی کو سلطان فیروز شاہ تغلق نے بھی اپنایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک بہت خوش حال ہو گیا۔ اور اس خوشحالی سے ملک کے ہندو طبقہ کو کتنا حصہ ملا اس کا اندازہ ضیاء الدین برنی کے اس قول سے لگایئے کہ وہ ہندو طبقہ کی خوشحالی پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

در خانہائے مقدمان و مقطعان از
اسپان و سواریہا و غلات اسباب بسیار
بماندہ۔ و نام احتیاج در رعایا نماندہ

صوبہ اڑیسہ کے تبلیغی و تربیتی دورہ کے مختصر کوائف

جماعت احمدیہ کیرنگ کے زیر اہتمام مزید جلسے

(۳)

از مکرم ناظر خاں صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کیرنگ

پروگرام کے مطابق تبلیغی وفد جو مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب معلم وقف جدید اور مکرم سید غلام ہادی صاحب پر مشتمل تھا۔ مورخہ ۱۴ را پریل بروز سنیچر صبح کٹک سے روانہ ہو کر قریباً گیارہ بجے کیرنگ پہنچا۔ احباب جماعت نے وفد کا استقبال کیا۔ اس دفعہ جماعت احمدیہ کیرنگ نے یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل سنسکرت کے بھی ودوان ہیں اس لئے غیر مسلم علاقہ جات میں جلسوں کا پروگرام رکھا جائے۔ چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق مورخہ ۱۵ را پریل بروز اتوار کیرنگ سے قریباً چھ میل دور بھاگ ماری میں ایک تبلیغی جلسہ رکھا گیا۔

بھاگ ماری میں تبلیغی جلسہ

محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل اور وفد کے دیگر ارکان صبح ۸ بجے بذریعہ بیل گاڑی بھاگ ماری کے لئے روانہ ہو گئے۔ چونکہ گرمی کا موسم تھا اس لئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ وفد قبل از دوپہر وہاں پہنچ جائے۔ وفد کے ہمراہ خاکسار اور کیرنگ کے بعض دیگر افراد بھی روانہ ہوئے اور بھاگ ماری پہنچ کر جلسے کا انتظام کیا گیا۔ شام کے ۵ بجے اپر پرائمری سکول کے وسیع احاطہ میں جلسہ شروع ہوا۔ جلسہ کی صدارت اپر پرائمری سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے کی اور مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے جلسے کا آغاز ہوا۔ کیرنگ کے بعض نوجوانوں نے اڑیہ اور اردو میں نظمیں پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ محترم سید غلام ہادی صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور بعد ازاں مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ کی تقریر اسلام اور امن عالم کے موضوع پر تھی۔

آپ نے اسلام اور سیدنا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے امن عالم کے سلسلہ میں جو تعلیم دی ہے اس کو بڑی وضاحت سے بیان کیا۔ بالخصوص پیغمبر اسلام کے اس زریں اصل پر آپ نے تفصیلی روشنی ڈالی کہ ہر ملک اور ہر قوم میں روحانیت کے پھیلانے کے لئے مصلح اور پیغمبر تشریف لاتے رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں آپ نے شری رامچندر جی مہاراج، کرشن جی مہاراج اور بدھ دیو جی کا ذکر کیا اور بتایا کہ یہ وہ مقدس لوگ ہیں جو بھارت ورش کی پونر بھومی میں الٰہی نور کے پھیلانے کے لئے تشریف لائے۔

آپ نے ہندوستان کے ان ریفارمرز کے بعض اہم واقعات کا بھی تذکرہ کیا۔ اور گیتا، مہابھارت، راماین اور ویدوں سے ان کی تعلیم پر بھی روشنی ڈالی بالآخر آپ نے حاضرین کو توجہ دلائی کہ اگر مسلمان غیر مسلموں کے رشیوں منیوں اور اوتاروں کی عزت کریں۔ اور غیر مسلم حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں تو ہندو مسلم منافرت میں بہت کمی واقع ہو سکتی ہے۔ آپ کی تقریر کے بعد بھاگ ماری کے ایک تاجر نے مولانا کی تقریر کی تائید میں تقریر کی اور کہا کہ مجھے آج یہ تقریر سنکر بے حد خوشی ہوئی اور اس قسم کے جلسے بار بار منعقد ہونے چاہئیں۔ آخر میں صدارتی تقریر میں ہیڈ ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ ہم نے ایک عرصہ سے اس قسم کی نیک باتیں نہیں سنی تھیں اور ہمارا دل کافی میلا ہو گیا تھا۔ مولانا نے بہت اچھا صابن ہمارے دلوں کے میل کو دور کرنے کے لئے استعمال کیا۔ آپ نے گیتا کے بعض شلوکوں کے معانی بیان کئے۔ اور بتایا کہ اندریوں کا قابو میں کرنا جیسا کہ مولانا نے بتایا ہے نجات کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ آپ نے ایک دفعہ پھر مولانا کا شکریہ ادا کر کے اپنی صدارتی تقریر ختم کی۔ اور جلسہ بخیر و خوبی ساڑھے سات بجے شام ختم ہوا۔ بھاگ ماری کے سینکڑوں غیر مسلم احباب جلسے میں شریک ہوئے۔ نیز اس جلسے میں شمولیت کے لئے کیرنگ سے بھی سینکڑوں احباب پہونچے تھے۔ جلسہ کے اختتام پر احباب وفد کے ہمراہ کیرنگ کے لئے روانہ ہو گئے اور رات قریباً دس بجے تک بخیریت کیرنگ واپسی ہوئی۔

غیر مسلم طبقے پر محترم مولانا صاحب کی تقریر کا اسقدر اثر ہے کہ چند روز ہوئے جب میں ایک کام کے سلسلہ میں بھاگ ماری گیا تو کئی احباب نے مطالبہ کیا کہ مولانا موصوف کو پھر بلایا جائے اور ان کا لیکچر کروایا جائے۔

زگاؤں میں تبلیغی جلسہ

کیرنگ سے چند میل کے فاصلہ پر زگاؤں نامی بستی ہے۔ جہاں بفضلہ تعالیٰ احمدی جماعت قائم ہے۔ تبلیغی وفد کی اطلاع پا کر زگاؤں کے پریذیڈنٹ کیرنگ تشریف لائے۔ اور انہوں نے یہ خواہش کی کہ اس دفعہ تبلیغی وفد کا پروگرام زگاؤں بھی رکھا جائے تا کہ ہم بھی وہاں جلسہ کر سکیں۔ وفد کے امیر محترم مولانا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا گیا اور آپ نے بخوشی اس کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ مورخہ ۱۶ را پریل کو تبلیغی وفد اور کیرنگ کے بعض احباب صبح کے ناشتہ سے فارغ ہو کر زگاؤں کے لئے روانہ ہوئے۔ جب تبلیغی وفد زگاؤں کے قریب پہنچا تو احباب جماعت نے بستی سے باہر وفد کا استقبال کیا۔ اور ممبران وفد کو ہار پہنائے گئے اور نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان وفد بستی میں داخل ہوا۔

بعد نماز مغرب زگاؤں کے زمیندار صاحب کے مکان کے متصل ایک وسیع میدان میں تبلیغی جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام تو یہ تھا کہ زگاؤں کے زمیندار جو گاؤں میں اچھے اثر و رسوخ کے مالک ہیں۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض سرانجام دیں گے۔ مگر بدقسمتی سے انہی دنوں Settlement officer زگاؤں کے قریب آئے ہوئے تھے اور زمیندار صاحب ان کے ساتھ کام میں مصروف تھے۔ اگرچہ انہوں نے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ جلسہ کے لئے وقت نکال لیں گے مگر ان کی مصروفیت بڑھتی گئی اور وہ جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔ اسلئے یہ جلسہ محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی صدارت میں شروع ہوا۔ محترم سید محمد محسن صاحب کی تلاوت کے بعد کیرنگ کے بعض نوجوانوں نے مکرم مولوی صمصام علی صاحب مرحوم کی بعض اڑیہ نظمیں پڑھیں۔ ازاں بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے "موجودہ زمانہ میں مذہب کی ضرورت اور اس کے فوائد" پر تقریر کی۔ آپ جملہ مذاہب پر ایک مدلل ریویو کیا اور بتایا کہ روحانیت کی ترقی مذہبی اصولوں سے ہو سکتی ہے جو عام طور پر آجکل ہر شخص کو بے کل اور بے چین کئے ہوئے ہے۔ آپ نے تقریر کے آخر میں بتایا کہ جب کبھی دنیا کو شانتی ملی ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے اوتاروں کے ذریعہ ہی ملی اور اب بھی شانتی اور امن کے حصول کا یہی ذریعہ ہے آپ نے اس زمانہ کے اوتار سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو پیش فرمایا اور حضور کی تعلیم اور پاکیزہ سوانح کے بعض واقعات بھی بیان فرمائے۔

آپ کی تقریر کا اڑیہ ترجمہ ساتھ کے ساتھ محترم سید غلام ہادی صاحب کرتے رہے اور آپ کی تقریر کے اختتام پر سید غلام ہادی صاحب نے اڑیہ زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر تقریر کی۔ اور آپ کی تقریر کے بعد جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

جلسہ کے بعد ایک پنڈت صاحب بھی اپنے چند ساتھیوں کے مولانا صاحب کی قیام گاہ پر آ گئے اور بعض مسائل کے متعلق بات چیت کرتے رہے۔ چونکہ وہ لوگ مورتی پوجک تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مورتی کا دھیان کئے بغیر کس طرح توجہ قائم ہوتی ہے۔ اور پرارتھنا کی جاتی ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ ویدک دھرم کے عقائد اور بنیادی گرنتھوں میں مورتی پوجا کا کوئی ذکر نہیں اگر کوئی ایسا تذکرہ کرتا ہے تو کوئی منتر پڑھیں مگر پنڈت جی کوئی ایسا منتر پیش نہ کر سکے۔ اس کے برخلاف مولانا نے خدا کی توحید سے متعلق بعض منتر ویدوں سے سنائے۔ مولانا صاحب نے پرارتھنا کے سلسلہ میں پنڈت جی سے یہ بھی کہا کہ ہمارا خدا بغیر کسی مورتی کے واسطہ کے ہماری پرارتھنا کو سوئیکار اور قبول کرتا ہے اگر آپ کو اس کا وشواس اور یقین نہیں تو اس کا تجربہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ چند ایسے بیمار جنہیں ڈاکٹروں نے لاعلاج بتا دیا ہوا ہے لے لئے جائیں۔ اور یہ قرعہ اندازی نہیں تقسیم کر لیا ہے۔ آپ اپنے مریضوں کے لئے مورتی کے واسطہ سے دعا کریں اور ہم بغیر کسی مورتی کے واسطہ سے اپنے زندہ اور قادر خدا سے دعا کریں گے اور آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا تعالیٰ کس کی پرارتھنا سنتا ہے۔ پنڈت جی نے اس سے گریز کی راہ اختیار کی۔ اور اس مسئلہ کو چھوڑ کر مسئلہ تناسخ کی طرف رخ پھیر لیا لیکن اس مسئلے میں بھی اُن کی مذہبی کتابوں سے ان کا ساتھ نہ دیا۔

یہ گفتگو قریباً رات کے گیارہ بجے تک جاری رہی اور ان لوگوں کی واپسی پر کھانا کھایا گیا۔

شام کے جلسے سے قبل بعض احباب کی درخواستوں پر مولانا صاحب ان احباب کے گھروں میں تشریف لے گئے اور وہاں جا کر دعائیں کیں۔ ایک غیر احمدی دوست

کے مکان پر بھی آپ تشریف لے گئے یہ دوست بیمار تھے اور بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دو جڑواں بچے عطا کئے۔ مولانا نے اس دوست کی صحت یابی اور ان نو مولود بچوں کی صحت و سلامتی و لمبی عمر کے لئے دعا فرمائی۔ احباب کرام بھی دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس دوست کا سینہ قبول احمدیت کے لئے کھول دے۔ آمین۔

نرگاؤں میں ایک دن قیام کرکے تبلیغی وفد مورخہ ۱۷ر اپریل مانکا گھوڑا کے لئے روانہ ہوا۔

مانکا گھوڑا میں کامیاب تبلیغی جلسہ

از مکرم میرزا خیر علی بیگ صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مانکا گھوڑا

تبلیغی وفد کا پروگرام مورخہ ۱۸ر اپریل کو مانکا گھوڑا میں آنے کا تھا مگر اس خیال سے کہ جمعہ کی نماز کیرنگ میں ادا کی جا سکے وفد ایک روز قبل ۱۷ر اپریل کو مانکا گھوڑا پہنچا۔ وفد کے امیر مکرم مولانا بشیر احمد صاحب نے خاکسار کو اس تبدیلی کی اطلاع بذریعہ خط دے دی تھی مگر میں چونکہ ایک کام کے لئے کٹک چلا گیا تھا اس لئے اس خط کو نہ دیکھ سکا۔ اتفاقاً جب مورخہ ۱۷ر اپریل کو میں کٹک سے مانکا گھوڑا جا رہا تھا تو رستہ میں بھاگ ماری میں دیکھا کہ تبلیغی وفد مانکا گھوڑا جانے کے لئے سواری کا انتظار کر رہا ہے۔ خاکسار بہت حیران ہوا کہ ایک روز قبل وفد کس طرح آیا تو مولانا صاحب نے بتایا کہ پروگرام میں ایک دن کی تبدیلی کی ہم اطلاع کر چکے ہیں۔ بہرحال وفد مذکور خاکسار کے ہمراہ مانکا گھوڑا پہنچا اس دن انفرادی طور پر ملاقاتیں کی گئیں۔

مانکا گھوڑا میں پبلک جلسہ

مورخہ ۱۸ر اپریل بروز بدھ بعد نماز مغرب پرائمری سکول کے عقب میں ایک پبلک جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ گاؤں کے معزز افراد کو خاکسار نے خود جا کر اطلاع دی۔ غیر مسلم احباب کو خصوصی دعوت دی گئی۔ جلسہ کی صدارت محترم راج کشور پٹنائک بی۔ اے۔ بی ای ڈی ہیڈ ماسٹر ہائی سکول مانکا گھوڑا نے سنبھالی۔

محترم مولوی سید محمد محسن صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے جلسے کا آغاز فرمایا۔ محترم سید غلام ہادی صاحب نے اس جلسے کی غرض و غایت بیان کی اور بتایا کہ اس زمانے میں جیسا کہ مذہب کی بناء پر ہم ہندو مسلمان ایک دوسرے سے دور ہو چکے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہم ایک دوسرے کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کریں تا کہ ہم ایک دوسرے کے قریب ہو سکیں۔ آج کا لیکچر جو مولانا موصوف ابھی دیں گے اس کا اہم مقصد یہی ہے کہ ہم ایک دوسرے کے قریب ہوں اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

اس تعارفی تقریر کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے شری ویدویاس کی مشہور کتاب بھوشیہ پوران کے وہ شلوک پڑھے جن میں سیدنا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیشگوئی ہے۔

اس پیشگوئی میں محامد رشی کی ایک یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ وہ رشی بت پرستی کو مٹانے والا اور دنیا میں امن قائم کرنے والا ہوگا۔ آپ نے سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ کس طرح آپ نے عرب کی بدامنی کو امن سے تبدیل کر دیا۔ اور وہ عرب لوگ جنہیں وحشی۔ غیر مہذب اور خونخوار کہا جاتا تھا۔ انہیں متمدن اور باخدا انسان بنا دیا۔ پھر آپ نے آپ کی وہ تعلیم پبلک کے سامنے رکھی جس کی بدولت عرب میں یہ عظیم الشان انقلاب آیا۔ آپ کی اس تعلیم میں توحید، مذہبی بزرگوں کی عزت، مساوات باہمی رواداری پر آپ نے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور آپ نے جارج برناڈشا کے اس فقرے پر اپنی تقریر کو ختم۔

"مجھے یقین ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے انسان کو موجودہ نئی دنیا کی ڈکٹیٹر شپ دے دی جائے تو وہ یقیناً اس کے معاملات کو حل کرنے میں کامیاب ہوگا جس کے نتیجہ میں امن اور خوشی کا دور دورہ ہوگا۔"

پرزور تالیوں میں آپ کی یہ مؤثر تقریر اختتام پذیر ہوئی۔

آپ کی تقریر کے بعد صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں اس تقریر پر بے حد خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا ایک ہے۔ اور اسی ایک پر ماتما کی ہم سب کو بھگتی کرنی چاہیئے۔ حضرت محمد صاحب اور باقی سب نبیوں اور رسولوں نے یہی مسئلہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں نماز۔ روزے کا فلسفہ بھی بیان فرمایا اور عورتوں کے متعلق اسلام نے جو حقوق بیان فرمائے ہیں۔ اس پر بھی روشنی ڈالی۔ اور آخر میں اپنا یہ نظریہ پیش کیا کہ اس قسم کے لیکچر کم از کم سال میں تین بار ہونے چاہئیں۔ تا کہ ہم ایک دوسرے سے واقف و آگاہ ہو سکیں۔

صدارتی تقریر کے بعد خاکسار نے جملہ حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کے بعد جو محترم مولانا بشیر احمد صاحب نے کرائی اور جلسہ برخواست ہوا۔

اس جلسے میں ہندو اور مسلمان کثرت سے شامل ہوئے۔ نیز ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنے سکول کے بچوں کو خصوصیت سے شامل کیا۔ اور جلسے کے اختتام تک سب لوگ ہمہ تن گوش ہو کر کارروائی کو سنتے رہے۔

جلسہ کے اختتام پر محترم ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھ سے یہ خواہش کی کہ مولانا کو ایک دن مزید ٹھہرایا جائے۔ میں سکول میں ان کے لیکچر کراؤں گا۔ اگرچہ پروگرام کے مطابق مورخہ ۱۹ر اپریل کی صبح کو مانکا گھوڑا سے روانگی کا پروگرام تھا۔ مگر ہیڈ ماسٹر صاحب کی خواہش کے پیش نظر مولانا صاحب ۱۹ر اپریل کی دوپہر تک مزید مانکا گھوڑا میں قیام کے لئے رضامند ہو گئے۔

ہیڈ ماسٹر صاحب نے ۱۹ر اپریل کی صبح کو ہائی اسکول کے ایک وسیع کمرہ میں سب بچوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اسلامی اصول کی فلاسفی پر مولانا لیکچر دیں۔ جلسہ کی کارروائی مکرم ماسٹر عبد الحمید صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب نے تلاوت قرآن پاک کی اور ازاں بعد مولانا موصوف نے قریباً ایک گھنٹہ اسلامی اصول کی فلاسفی پر لیکچر دیا۔ آپ نے نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ کی فلاسفی احمدیہ نقطہ نگاہ سے بیان کی اور بعض دلچسپ واقعات بھی بیان کئے۔

لیکچر کے اختتام پر سوالات کا موقع دیا گیا اور بعض طلباء نے بارتھنا نماز وغیرہ کے متعلق سوالات کئے۔ جن کے مولانا صاحب نے جواب دیئے۔ آپ کے لیکچر کے بعد مکرم سید غلام ہادی صاحب نے نفس امارہ۔ نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کی اڑیہ زبان میں تشریح کی اور بتایا کہ اسلامی اصول کے مطابق کس طرح انسان نفس مطمئنہ تک پہنچ کر دل کی شانتی اور سکون کو حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے بعد محترم ہیڈ ماسٹر صاحب نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ازاں بعد صاحب صدر نے اڑیہ زبان میں مولانا کی تقریر کا خلاصہ بیان کیا اور دعا پر یہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

ہیڈ ماسٹر صاحب کی تو یہ خواہش تھی کہ وفد کو مزید روکا جائے۔ تا کہ اسلامی صداقتوں کے متعلق مزید معلومات حاصل کی جائیں۔ مگر وقت کی کمی کے باعث وفد کا رکنا مشکل تھا۔ اس لئے دوپہر کے کھانے سے فارغ ہو کر تبلیغی وفد کیرنگ کے لئے روانہ ہوا۔ (باقی)

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بھارت

یہ تقرر ۳۰ر اپریل سنہ ۱۹۶۵ء تک کے لئے منظور کیا جاتا ہے (ناظر اعلیٰ قادیان)

کردناگاپلی۔ مالابار۔ کیرالہ

صدر۔ مکرم اے محمد صالح صاحب احمدیہ مسلم مشن۔ سیکرٹری مال۔ مکرم کے پی محمد شمس الدین صاحب
سیکرٹری تبلیغ۔ ” کے ایم عبد القادر صاحب۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت ” آئی محمد کنجو صاحب
” امور عامہ و خارجہ۔ مکرم ایم محی الدین کنجو صاحب۔ سیکرٹری ضیافت مکرم کے ایم زین الدین صاحب
آڈیٹر۔ مکرم ایچ اے عبد القادر صاحب۔ امین۔ مکرم ایم عابدین کنجو صاحب

پیریری۔ ضلع ترچور۔ کیرالہ

صدر۔ سیکرٹری امور عامہ و تعلیم و تربیت۔ مکرم کے کنجی محی الدین صاحب
سیکرٹری مال۔ مکرم پی۔ ایم۔ پران صاحب۔ سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم پی۔ پی محمد صاحب

سرینگر۔ کشمیر

صدر۔ مکرم میر حبیب اللہ صاحب۔ سیکرٹری مال۔ مکرم بابو تاج الدین صاحب

انبیٹہ ڈاکخانہ گڑھی پختہ۔ ضلع مظفر نگر

صدر مکرم محمد سلیمان صاحب۔ سیکرٹری مال و جملہ امور۔ مکرم جمشید احمد خان صاحب

ساگرہ۔ میسور سٹیٹ

صدر۔ مکرم منیر احمد صاحب بانا شو شاپ۔ سیکرٹری مال۔ مکرم بشیر احمد صاحب مرچنٹ
سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم عبد الحمید صاحب

سورب۔ میسور سٹیٹ

صدر و نمائندہ جماعت احمدیہ۔ مکرم محمد عثمان صاحب

ضروری اعلان

برائے امتحان کتب سلسلہ

بتاریخ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۲ء

احباب کو معلوم ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر بزرگان سلسلہ کی کتب کے مطالعہ سے بے حد دینی، علمی اور روحانی فائدہ پہنچتا ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں مادیت اور دہریت کے زہر کے لئے یہ پاکیزہ لٹریچر تریاق کا کام دیتا ہے۔ ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ وہ روحانی علمی اور علمی ترقی کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس کتب کو متواتر مطالعہ میں رکھے۔ اس غرض کے لئے نظارت ہذا ہر سال سلسلہ کے مقدس لٹریچر کے امتحان کا انتظام کرتی ہے۔ چنانچہ امسال بھی نظارت کی طرف سے مورخہ ۱۶ ستمبر ۶۲ء کو کتب سلسلہ کا امتحان لیا جائے گا۔ اس دفعہ مندرجہ کتب بطور نصاب کے مقرر کی گئی ہیں:-

۱۔ "فتح اسلام" مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۲۔ "در منثور" تقریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

یہ دونوں کتابیں نظارت ہذا سے علی الترتیب بعوض مبلغ چار آنے اور بارہ آنے فی نسخہ مل سکیں گی۔

جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام سے التماس ہے کہ وہ مؤثر تحریک کر کے تمام احمدی احباب کو اس امتحان میں شامل کرائیں اور خود بھی شامل ہوں۔ نظارت ہذا کو امتحان میں شامل ہونے والوں کی تعداد ۱۵ اگست ۶۲ء تک مطلع فرمائیں تاکہ تعداد کو مدنظر رکھ کر پرچہ جات بھجوائے جا سکیں۔

ناظر تعلیم و تربیت صدر انجمن احمدیہ قادیان

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ ماہ جولائی ۶۲ء سے ختم ہے

۴۱۱ - مکرمی حکیم میر غلام محمد صاحب یاڑی پورہ کشمیر

۱۷۴۴ ۔ ،، تقدیر احمد خاں صاحب بی بی پور یوپی

۱۷۵۹ ۔ ،، اے ایم علی محی الدین صاحب مدراس

۱۱۳۰ ۔ ،، سید محمد سرور شاہ صاحب لنڈی

(افریقہ)

۴۴۴ مکرمہ سیدہ اختر صاحبہ کشمیر ،،

۱۵۵۸ - مکرمی پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب ایم اے

لابان شیلانگ - آسام

۲۱۶۱ - ،، انچارج صاحب دی سٹار جون مز

مشیر آباد - آندھرا۔

۲۱۶۶ - ،، ایم کے یوسف حسین صاحب

منگلور مالا بار

۲۱۶۷ ،، خان بہادر معصاحب خاں صاحب

کیرنگ۔ اڑیسہ

۲۱۷۱ - منصور احمد صاحب طالب علم

یاڑی پورہ کشمیر

۲۱۷۳ ،، ایس ایم اشرف صاحب کلکتہ

۲۱۷۲ - مکرمی محمد فیروز الدین صاحب

ٹی ایس سی بھاگلپور بہار

۲۱۷۵ ،، عبد المجید صاحب ایڈووکیٹ

بھاگلپور۔ بہار

۱۸۰۶ - ،، عبد الحمید صاحب محمود انت ناگ کشمیر

۱۳۴۷ ،، میر عبد الجلیل صاحب منیجی

سرل گٹہ میسور

۱۵۹۵ - ،، محمد اعظم صاحب۔ منگل پڑھ خورد

آندھرا۔

۱۰۷۱ ،، اے ایس اے حفیظ صاحب

ستان کولم مالا بار

۱۸۷۰ ،، کے محمد علوی صاحب فغامبو۔ کیرالہ

۱۲۰۵ ،، ایس کے سلطان احمد صاحب

پیک مکن۔ بہار

۱۲۲۸ ،، ڈاکٹر محمد حسین صاحب گنگاوتی میسور

۲۰۳۵ ،، خورشید احمد صاحب یادگیر۔ ،،

۲۰۸۵ ،، مسز ایس ایم نثار صاحبہ بھونیشور اڑیسہ

نمایاں کامیابی اور درخواست دعا

کیرنگ (اڑیسہ) کے ایک ہونہار احمدی نوجوان مکرم مزمل خاں صاحب ابن آفتاب الدین خاں صاحب اس سال امتحان آئی ایس سی بی سائنس سے کر یونیورسٹی میں فرسٹ آئے ہیں اس بناء پر موصوف کو مبلغ سالانہ روپیہ سکالرشپ ملا ہے اب بی ایس سی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ مولا کریم ان کی یہ کامیابی آئندہ اعلیٰ ترقیات کا پیش خیمہ بنائے اور خادم دین بنائے۔

خاکسار سید محمود سے مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ از کیرنگ

ایک ضروری اعلان

کچھ عرصہ سے یہ امر نظارت ہذا کے نوٹس میں آرہا ہے کہ بعض افراد جماعت جس میں مرکز میں رہنے والے بعض افراد بھی شامل ہیں۔ جماعت کے بعض مخیر اصحاب کو ذاتی خطوط لکھ کر یا کسی کی سفارش ڈلوا کر مالی امداد کی درخواستیں کرتے ہیں اور اس طرح اُن مخیر احباب سے امدادی رقوم حاصل کرتے ہیں۔

اس بارہ میں نظارت ہذا صدر انجمن احمدیہ کے مشورہ سے یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ تمام ایسے مخیر اصحاب جن کی خدمت میں بعض افراد جماعت مالی امداد کی درخواستیں کرتے ہیں انہیں ذاتی طور پر چونکہ ایسے افراد کے حالات کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ اسلئے جب وہ ان کی امداد کرتے ہیں۔ تو بسا اوقات وہ کسی غیر مستحق کی مدد کر رہے ہوتے ہیں۔ ویسے بھی بعض افراد کا مخیر اصحاب کو ذاتی حالات لکھ کر امدادی رقم حاصل کرنا مستحسن فعل نہیں ہے اور جماعت کے مالی نظام پر اثر انداز ہونے والا امر ہے۔

اس لئے جملہ اصحاب کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے۔ کہ جب بھی اُن کے پاس ایسی درخواستیں آئیں تو امداد کرنے سے قبل اگر وہ مرکز کے ذمہ دار اصحاب اور صیغہ جات سے اس بارہ میں رپورٹ لینے کے بعد کوئی قدم اُٹھائیں تو یہ امر مرکز کے منشاء کے مطابق ہوگا۔ اور اُن کی امدادی رقوم صحیح مصرف میں خرچ ہوں گی اور صرف مستحق افراد ہی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں گے۔

امید ہے کہ جماعت کے جملہ اصحاب اس بارہ میں مرکز سے پورا پورا تعاون فرما دیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواست دعا

خاکسار کی اہلیہ کو اچانک ایک بیماری کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے حالت تشویشناک ہوگئی تھی۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان دعا فرمائیں کہ مولا کریم اپنے فضل و کرم سے شفائے کامل و عاجل عطا کرے۔ آمین۔

خاکسار محمد شمس الحق احمدی سیکرٹری تعلیم و تربیت بنکال (اڑیسہ)

خبریں

گورداسپور ۱۰ رجولائی ۔ شری کلونت رائے بہل ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے کل یہاں اپنی ماہانہ پریس کانفرنس میں بتایا کہ ماہ جون میں ضلع کا نظم و نسق خوش اسلوبی سے چلتا رہا اور کسی طرح کا کوئی غیر معمولی واقعہ رونما نہیں ہوا ۔ گزشتہ ماہ بلکہ گذشتہ پانچ سال کے تقابلی اعداد و شمار پر نگاہ کرنے کے نتیجہ میں اس ماہ جرائم کی تعداد بہت کم رہی ۔ سمال سیونگ کی سکیم میں ضلع نے بڑا اچھا نمونہ دکھایا ۔ اور ایک بڑی رقم اس غرض سے جمع کی ۔ آپ نے بتایا کہ ماہ جون کے اختتام تک ضلع بھر میں ۲۴۴ کو اپریٹو سوسائیٹیاں قائم ہیں ۔ فوڈ اور سول سپلائی کے شعبہ کے تحت ضلع کی حالت تسلی بخش ہے ۔ ریاست بھر میں چاول کی بہم رسانی میں ضلع گورداسپور کا دوسرا درجہ ہے ۔ چنانچہ ۶ رجولائی تک ایکہو جون کرور روپیہ کی مالیت کے ۲۶۵۷۶ ٹن چاول مہیا کئے گئے ۔ اینٹوں کی فراہمی کی حالت تسلی بخش ہے کوئلہ کی قلت دور ہو گئی ہے ۔ دو ویگن پاکستانی نمک کے اس ضلع کو ملے ہیں ۔ جن میں سے ایک ویگن بٹالہ کے لئے پہنچ گیا ہے ۔ اور ایک گورداسپور آنے والا ہے ۔ بھٹے کے کوئلہ کی قلت دور کرنے کے لئے کشمیر گورنمنٹ سے کالاکوٹ کی کان کا کوئلہ حاصل کیا جا رہا ہے ۔ گو بنگالی کوئلہ کے مقابلہ میں مہنگا ہوگا لیکن کوالٹی میں بڑھیا ہے

اس موقعہ پر زیر زمین پانی اور معدنیات کی ریسرچ کے مرکزی شعبہ کے ایک متعلقہ کارکن نے اخبار نمائندگان سے خطاب کیا اور بتایا کہ بھارت میں کس طرح ریسرچ کے کام کو بڑھاوا دیا جا رہا ہے ۔ انہوں نے مختلف قسم کے پتھر دکھلائے اور ہر ایک کی تفصیل بتائی تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے بتایا کہ ریسرچ کے کام کو زیادہ کامیاب بنانے عوام کا تعاون حاصل کرنے کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مختلف انعامات بھی رکھے گئے ہیں ان کی پُر از معلومات تقریر جناب ڈی سی صاحب کی موجودگی میں بڑی دلچسپی سے سُنی گئی ۔ دوسرے کیمپ الاوقت ریکروٹنگ آفیسر صاحب نے بتایا کہ ۲۳ تا ۲۴ رجولائی کو گورداسپور میں ریکروٹنگ میلا کیا جا رہا ہے ۔ جس میں آرمی کی تمام شاخوں میں بھرتی ہوگی ۔ ۱۷ سے ۲۵ رسال تک کی عمر کے نوجوان حسب پسند بھرتی ہو سکتے ہیں تعلیم کے لحاظ سے صرف اسی قدر شرط رکھی گئی ہے

ہے کہ امید وار اپنی زبان میں آسانی سے پڑھ لکھ سکتا ہو

دہلی ۹ رجولائی ۔ آسام اور بہار سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ ان علاقہ جات میں کافی رقبہ زیر آب ہے ۔ بہار میں دو لاکھ آدمی سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں آسام میں بھی بہت سا علاقہ زیر آب ہے ۔

بمبئی ۹ رجولائی ۔ ایک اطالوی ہوائی جہاز کے تباہ ہونے سے پونہ کے قریب جو ۹۴ افراد ہلاک ہو گئے تھے ۔ ان میں سے ۶۶ کی لاشیں برآمد کر لی گئی ہیں ۔ باقی لاشیں تلاش کرنے کا کام جاری ہے ۔ کچھ مسافروں کے رشتہ دار سنگاپور سے خاص ہوائی جہاز میں پونہ پہنچے ہیں ۔ اطالوی کمپنی نے بتایا ہے کہ تمام لاشیں پہلے بمبئی پہنچائی جائینگی ۔ اور پھر شناخت وغیرہ کے بعد متعلقہ ملکوں میں بھیجی جائیں گی ۔ جس جنگل میں جہاز تباہ ہوا ہے ۔ وہاں کئی چیتے اور شیر وغیرہ موجود ہیں ۔ گذشتہ روز ایک چیتا حادثہ کے ملبہ کے قریب گھومتا ہوا پایا گیا ۔ لاشیں تلاش کرنے کے لئے پولیس کی ایک بھاری جمعیت استعمال کی جا رہی ہے ۔ حادثہ کے مقام سے آنے والے لوگوں نے بتایا ہے کہ جہاز کا ملبہ اور لاشیں پانچ مربع میل رقبہ میں بکھری پڑی ہیں ۔ اور بارش کی وجہ سے تلاش کے کام میں مشکلات درپیش ہیں ۔

ٹریوینڈرم ۶ رجولائی ۔ مرکزی ہوم منسٹر شری لال بہادر شاستری نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ کیرل میں کانگرس اور پرجا سوشلسٹ پارٹی کولیشن وزارت برابر کام کرتی رہے گی آپ نے کہا کہ کولیشن وزارت کے کام کرنے پر نکتہ چینی ہونے کے باوجود ہمیں اسے جاری رکھنے کی مزید کوششیں جاری رکھنی چاہئیں یاد رہے کہ کیرل کے کانگرسی لیڈر پرجا سوشلسٹ پارٹی کے ساتھ اپنا اشتراک ختم کر دینے کا مطالبہ کر رہے تھے اور کل تک یہی قیاس ہو رہا تھا کہ کولیشن وزارت ٹوٹ جائے گی ۔ لیکن آج اسے جاری رکھنے کا اعلان کیا گیا ہے

کلکتہ ۹ رجولائی ۔ مغربی بنگال کی نئی وزارت نے آج یہیں نئے مکھیہ منتری شری پی سی سین کی قیادت میں راج بھون میں حلف وفاداری اٹھایا ۔ نئے مکھیہ منتری کی سرکاری راز خفیہ رکھنے کی شپتھ گورنر مس پدمجا نائیڈو نے دلائی ۔ نئی وزارت میں وہ تمام وزیر شامل کئے گئے ہیں جو ڈاکٹر بی سی رائے کے تحت کام کیا کرتے تھے اس میں مکھیہ منتری کے علاوہ ۱۵ وزیر گیارہ راجیہ منتری اور ۵ ڈپٹی وزیر شامل ہیں ۔ ان کے عہدوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ۔ نئے مکھیہ منتری شری

پروگرام دورہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان علاقہ بہار و بنگال

از ۲۱/۷/۶۲ تا ۱۵/۹/۶۲

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ بہار و بنگال کے عہدیداران مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے ۔ کہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مورخہ ۲۱/۷/۶۲ تا ۱۵/۹/۶۲ بغرض پڑتال حسابات وصولی چندہ جات اور تشخیص بجٹ سال ۶۲-۱۹۶۳ء کے سلسلہ میں دورہ کریں گے ۔ جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ مندرجہ ذیل توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مکرم انسپکٹر صاحب سے کماحقہ تعاون فرماویں گے ۔ ناظر بیت المال قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
آرہ	۲۱/۷/۶۲	۱	۲۲/۷/۶۲
پٹنہ	۲۲/〃 〃	۱	۲۳/〃 〃
مظفرپور	۲۳/〃 〃	۲	۲۵/〃 〃
مونگھیر	۲۶/〃 〃	۲	۲۸/〃 〃
اوربن	۲۸/〃 〃	۱	۲۹/〃 〃
پلک سکن	۲۹/〃 〃	۱	۳۰/〃 〃
خانپور ملکی	۳۱/〃 〃	۳	۳/۸/۶۲
بلاری	۳/۸/۶۲	۱	۴/〃 〃
بھاگلپور	۵/〃 〃	۳	۸/〃 〃
برہ پورہ	۸/〃 〃	۱	۹/〃 〃
آڑھا	۱۰/〃 〃	۱	۱۱/〃 〃
رانچی	۱۲/〃 〃	۲	۱۴/〃 〃
جمشید پور	۱۵/〃 〃	۳	۱۸/〃 〃
موسا بنی مائینز	۱۹/〃 〃	۴	۲۳/〃 〃
جہوکھنڈار	۲۳/〃 〃	۱	۲۴/〃 〃
کلکتہ	۲۵/〃 〃	۷	۲/۹/۶۲
بھرت پور	۴/۹/۶۲	۲	۶/〃 〃
گاتلہ	۷/〃 〃	۱	۸/〃 〃
چندی	۹/〃 〃	۲	۱۱/〃 〃
کلکتہ	۱۲/〃 〃	۳	۱۵/〃 〃

سیفٹی کو کل شام کانگرس پارلیمنٹری پارٹی نے اپنا لیڈر چنا تھا ۔ اور آج حلف وفاداری کے لئے ایک نہایت سادہ تقریب منعقد ہوئی ۔

شملہ ۹ رجولائی ۔ رسل و رسائل کے وزیر شری راج بہادر نے یہاں میونسپل ایمپلائز کانفرنس میں بتایا کہ ہندوستان تبت روڈ کی تعمیر کے دوران میں ...لہ مزدوروں کو اپنی جان کی بلی دینی پڑی ۔ یہ سڑک ۷۰ میل تک تعمیر ہو چکی ہے اور اس پر بڑے بڑے ٹرکوں کی آمد و رفت بھی ہو سکتی ہے ۔ اس کا بیشتر حصہ دشوار گذار پہاڑیوں کو کاٹ کر بنایا گیا ہے ۔

احمدیت کی صداقت کیلئے
تمام جہان کو چیلنج
کارڈ آنے پر
مفت
عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن